My Telegram Channel : New Madarsa

# تحفۃ السّاعی

## لحلّ

# أسئلۃ الطحاوی

تالیف
محمد عمر فاروق، مؤمن الاسلام، محبوب الرحمن
فضلاء دار العلوم دیوبند

باھتمام
سعود علی
اشرفی بک ڈپو دیوبند یوپی انڈیا
Mobile: 0091-9358001571

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



# انتساب

والدین محترمین کے نام جن کی سحرگاہی دعاؤں بے مثال تربیتوں اور جہد مسلسل وسعی پیہم کے نتیجہ میں بندہ اس خدمت کے لائق ہوا۔

اور

جملہ اساتذہ کرام کے نام جن کے دامن شفقت میں رہ کر علوم نبوت سے قلب وجگر منور کرنے کی سعادت میسر آئی اور کچھ پڑھنے لکھنے کا ذوق پیدا ہوا۔

اور

ان مدارس اسلامیہ اور دینی قلعوں خصوصاً مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے نام جن کی پرسکون فضاء میں رہ کر قرآن وحدیث کے علوم حاصل کرنے کی توفیق ملی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



# فہرست



| نمبر شمار | عناوین | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | تقریظ | ۷ |
| ۲ | پیش لفظ | ۹ |
| ۳ | خصوصیات کتاب | ۱۲ |
| ۴ | ۱۴۳۸ھ | |
| ۵ | پہلا سوال کا جواب | ۱۳ |
| ۶ | دوسرا سوال کا جواب | ۱۷ |
| ۷ | تیسرا سوال کا جواب | ۱۹ |
| ۸ | چوتھا سوال کا جواب | ۲۳ |
| ۹ | پانچواں سوال کا جواب | ۲۶ |
| ۱۰ | ۱۴۳۶ھ | |
| ۱۱ | پہلا سوال کا جواب | ۳۰ |
| ۱۲ | دوسرا سوال کا جواب | ۳۲ |
| ۱۳ | تیسرا سوال کا جواب | ۳۶ |
| ۱۴ | چوتھا سوال کا جواب | ۴۰ |
| ۱۵ | پانچواں سوال کا جواب | ۴۵ |
| ۱۶ | ۱۴۳۵ھ | |



Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa




| | | |
|---|---|---|
| ۱۷ | پہلاسوال کا جواب | ۴۸ |
| ۱۸ | دوسراسوال کا جواب | ۵۲ |
| ۱۹ | تیسراسوال کا جواب | ۵۷ |
| ۲۰ | چوتھاسوال کا جواب | ٦۰ |
| ۲۱ | پانچواں سوال کا جواب | ٦۷ |
| ۲۲ | ۱۴۳۴ھ | |
| ۲۳ | پہلاسوال کا جواب | ٦۹ |
| ۲۴ | دوسراسوال کا جواب | ۷۱ |
| ۲۵ | تیسراسوال کا جواب | ۷۴ |
| ۲٦ | چوتھاسوال کا جواب | ۷٦ |
| ۲۷ | پانچواں سوال کا جواب | ۸۰ |
| ۲۸ | ۱۴۳۳ھ | |
| ۲۹ | پہلاسوال کا جواب | ۸۲ |
| ۳۰ | دوسراسوال کا جواب | ۸۷ |
| ۳۱ | تیسراسوال کا جواب | ۸۹ |
| ۳۲ | چوتھاسوال کا جواب | ۹۳ |
| ۳۳ | پانچواں سوال کا جواب | ۹۵ |
| ۳۴ | ۱۴۳۲ھ | |
| ۳۵ | پہلاسوال کا جواب | ۹۷ |
| ۳٦ | دوسراسوال کا جواب | ۱۰۰ |


Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa




| | | |
|---|---|---|
| ۳۷ | تیسرا سوال کا جواب | ۱۰۳ |
| ۳۸ | چوتھا سوال کا جواب | ۱۰۶ |
| ۳۹ | پانچواں سوال کا جواب | ۱۰۸ |
| ۴۰ | چھٹا سوال کا جواب | ۱۱۰ |
| ۴۱ | ۱۴۳۱ھ | |
| ۴۲ | پہلا سوال کا جواب | ۱۱۱ |
| ۴۳ | دوسرا سوال کا جواب | ۱۱۳ |
| ۴۴ | تیسرا سوال کا جواب | ۱۱۴ |
| ۴۵ | چوتھا سوال کا جواب | ۱۱۷ |
| ۴۶ | پانچواں سوال کا جواب | ۱۲۰ |
| ۴۷ | ۱۴۳۰ھ | |
| ۴۸ | پہلا سوال کا جواب | ۱۲۳ |
| ۴۹ | دوسرا سوال کا جواب | ۱۲۶ |
| ۵۰ | تیسرا سوال کا جواب | ۱۲۹ |
| ۵۱ | چوتھا سوال کا جواب | ۱۳۲ |
| ۵۲ | پانچواں سوال کا جواب | ۱۳۴ |
| ۵۳ | ۱۴۲۹ھ | |
| ۵۴ | پہلا سوال کا جواب | ۱۳۹ |
| ۵۵ | دوسرا سوال کا جواب | ۱۴۲ |
| ۵۶ | تیسرا سوال کا جواب | ۱۴۶ |


Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa




| | | |
|---|---|---|
| ۵۷ | چوتھا سوال کا جواب | ۱۴۹ |
| ۵۸ | پانچواں سوال کا جواب | ۱۵۱ |
| ۵۹ | ۱۴۲۸ھ | |
| ۶۰ | پہلا سوال کا جواب | ۱۵۴ |
| ۶۱ | دوسرا سوال کا جواب | ۱۵۶ |
| ۶۲ | تیسرا سوال کا جواب | ۱۵۹ |
| ۶۳ | چوتھا سوال کا جواب | ۱۶۱ |
| ۶۴ | پانچواں سوال کا جواب | ۱۶۲ |
| ۶۵ | ۱۴۲۷ھ | |
| ۶۶ | پہلا سوال کا جواب | ۱۶۴ |
| ۶۷ | دوسرا سوال کا جواب | ۱۶۵ |
| ۶۸ | تیسرا سوال کا جواب | ۱۶۸ |
| ۶۹ | چوتھا سوال کا جواب | ۱۷۱ |
| ۷۰ | پانچواں سوال کا جواب | ۱۷۳ |
| ۷۱ | سوالات زائدہ | |
| ۷۲ | پہلا سوال کا جواب | ۱۷۴ |
| ۷۳ | دوسرا سوال کا جواب | ۱۷۶ |
| ۷۴ | تیسرا سوال کا جواب | ۱۷۹ |
| ۷۵ | چوتھا سوال کا جواب | ۱۸۲ |
| ۷۶ | پانچواں سوال کا جواب | ۱۸۵ |


Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



# تقریظ

## حضرت الاستاذ مولانا مفتی ندیم اختر القاسمی صاحب حفظہ اللہ تعالی
## ناظم تعلیمات وصدر المدرسین
## جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، اعظم گڈھ، یوپی،

باسمہ تعالی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على شمس الهداية واليقين وعلى اله وصحبه أجمعين أما بعد:

حضرت نبی پاک علیہ ﷺ کی احادیث مبارکہ جو دین وشریعت کی اساس ہیں اس کی خدمت چاہے جس جہت سے بھی ہو سعادت عظمی ہے، ان میں بھی صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث متدرسہ سے رشتہ قائم ہو جائے تو نور علی نور کیونکہ ان کا افادہ عام ہونے کے ساتھ ساتھ مسلسل بھی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہمارے عزیزان گرامی، محبوب الرحمان، مؤمن الاسلام عمر فاروق کی تحفۃ الساعی لحل اسئلۃ الطحاوی بھی ہے جو اپنے انداز کی ایک منفرد اردو شرح ہے، اس میں ان عزیزوں نے از ہر ہند دار العلوم دیوبند کے ایک دہائی عرصہ سے زائد کے پرچہ سوالات کا کامیاب حل پیش کیا ہیں، اور الحمد للہ اس کا حق ادا کر دیا ہے، میں بالاستیعاب اس کے مطالعہ سے محظوظ ہو چکا ہوں، جوابات بالکل صحیح اور منشا سائل کے عین

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



مطابق ہیں، حوالہ جات کا بھی اہتمام کر کے ماخذ تک رسائی کو سہل بنانے کی بھر پور کوشش کی ہیں، یہ ان عزیزوں کی دوسری کاوش ہے تاہم اس کے باوجود دوران مطالعہ ان کی اسرار سنت سے آگاہی اور فقہ میں بصیرت کا احساس جا بجا ہوا، اسی طرح نظر طحاوی کی دل نشیں توضیح دل کو باغ باغ کرتا رہا جو کتاب طحاوی کو آج بھی یکتا اور یگانہ بنائے ہوئے ہے فللہ الحمد والشکر۔

لہذا اہل علم حضرات اور طلباء اس کتاب سے مکمل اعتماد اور یقین کے ساتھ استفادہ کر سکتے ہیں ان شاء اللہ حل کتاب اور امتحانات کے بھی کامیابی کی ضامن ثابت ہوگی۔

آخر میں دعاء ہے کہ اللہ پاک عزیز موصوفین کو اپنے دین متین کی خدمت کے لئے منتخب فرمائے اور اس کاوش کو قبولیت عامہ عطاء کرنے کے ساتھ اپنی رضاء کے لئے خاص فرمائے اور آئندہ بھی اس سلسلہ کو باقی رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین، ربنا تقبل منا انک أنت السميع العليم۔

ندیم اختر القاسمی

خادم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، اعظم گڈھ، یوپی

۳۰/۶/۱۴۳۹ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



# پیش لفظ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أمابعد!

امام طحاویؒ کی فاضلانہ تصنیف شرح معانی الآثار (جو طحاوی شریف کے نام سے مشہور ہے) کو کتب حدیث میں جو مقام ورتبہ حاصل ہے وہ علم حدیث سے ادنی مناسبت رکھنے والوں پر بھی مخفی نہیں ہے، اس کتاب کی کچھ ایسی خصوصیات ہیں جو اس کو دیگر کتب حدیث سے ممتاز کرتی ہیں، اسی لئے درس نظامی میں سالہا سال سے اس کو پڑھائی جارہی ہے، اس پر بہت سے لوگوں نے شروحات وتعلیقات کی خدمت انجام دی ہے، جو اس کتاب کو سمجھنے کے لئے کافی اور وافی ہے، لیکن پھر بھی ہم لوگوں کی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ہم بھی اس پر قلم اٹھائیں، ہوسکتا ہے اسی کی برکت سے اللہ تعالی آئندہ بھی ہم سے دین کا کام لیں اور علم حدیث پر یہ مختصر سی کاوش ہمارے لئے نجات کی وسیلہ بنے۔

۱۴۳۹ھ کی بات ہے جب ہم لوگ جامعہ عربیہ ہتھورہ باندہ میں افتاء کررہے تھے، ایک دن مفتی صاحب (مفتی عبید اللہ اسعدی سکریٹری اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کے درس کے بعد آپس میں گفتگو کر رہے تھے، دوران گفتگو یہ بات آئی کہ طحاوی شریف جیسی اہم کتاب کی کوئی ایسی شرح نہیں ہے جو مختصر ہونے کے ساتھ جامع بھی ہو اور دارالعلوم دیوبند کے سالانہ امتحان کے پرچۂ سوالات کو حل کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کے مشکل مقامات کو بھی حل کر دے جس سے امتحان کے موقع پر طلبہ آسانی کے ساتھ فائدہ اٹھا سکیں، تو ایک ساتھی بول پڑے کہ اگر اللہ تعالی کی توفیق شامل حال ہو تو ہم بھی اس کام کو انجام دے سکتے ہیں، پھر انہوں نے کچھ ہمت افزائی بھی کی چنانچہ ہم نے اسی مجلس میں پکا ارادہ کرلیا کہ آج ہی سے ہم اس کام کو انجام دینا شروع کر دینگے، پھر دار العلوم سے سوالات منگوا کر دارالافتاء کی تمرین وغیرہ کی مصروفیات کے باوجود جتنا وقت ملتا تھا اسی میں ہم اس کام کو انجام دیتے رہے۔

اس موقع پر بے مروتی ہوگی اگر ان تمام حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنہوں نے اس شرح کی تیاری میں کسی بھی حیثیت سے تعاون کیا ہے، خصوصا استاد محترم مفتی حسیب اللہ صاحب حبیبی دامت برکاتہم (نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور) جنہوں نے پورے مسودہ پر گہری نظر ڈالی اور تصحیح ونظر ثانی کا کام انجام دیا ،اور ہم کو کمپیوٹر پر لکھنے کا موقع دیا اور موقع بموقع ہماری رہنمائی فرمائی، نیز طلبہ دارالافتاء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر کمپیوٹر کتابت تزیین وغیرہ میں تعاون کیا، فجزاهم الله أحسن الجزاء۔

آخر میں ہم قارئین حضرات کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم جیسے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ناچیز حدیثِ پاک کی خدمت کے اس نازک میدان میں قدم رکھنے کے لائق نہیں تھے اس لئے ہوسکتا ہے کہ کتاب میں بہت سی خامیاں رہ گئی ہونگی اور چوں کہ خطاء ونسیان انسان کا خاصہ ہے اس لئے آپ حضرات سے مخلصانہ درخواست ہے کہ اگر کوئی لغزش خامی نظر آئے تو بغرض اصلاح مفید مشورہ کے ساتھ ضرور مطلع فرمائیں ہم آپ کے ممنون ومشکور ہوں گے۔

فقط والسلام

عمر فاروق، مؤمن الاسلام، محبوب الرحمٰن

فضلاء دار العلوم دیوبند

۳۰/ جمادالاولی ۱۴۳۹ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



# کتاب کی چند خصوصیات

۱) مادر علمی دار العلوم دیوبند کے گیارہ سالہ پرچہ سوالات امتحان سالانہ (برائے دورہ) کے ساتھ ساتھ خود نوشتہ چند سوالات کو سہل انداز سے حل کیا گیا۔

۲) عبارت کو صحیح اعراب سے مزین کیا گیا۔

۳) طلبہ عزیز کی آسانی کے لئے سوالات و جوابات کو ,,الف، ب، ج،، کے تحت لایا گیا۔

۴) ہر جواب سے پہلے مختصر، جامع اور سوالات کے مطابق عنوان قائم کیا گیا۔

۵) جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں جوابات کے بعد معتبر کتابوں کا حوالہ دیا گیا۔

۶) کتاب میں سوالات و جوابات کو ہجری سن کے اعتبار سے سن ۱۴۳۸ھ اور ۱۴۳۶ھ سے ۱۴۲۷ھ تک ترتیب وار مرتب کیا گیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



بسم الله الرحمن الرحيم .

الحمد لله الذى من على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة والصلاة والسلام على رسوله الذى أرسل إلى الناس كافة بشيرا و نذيرا ومظهرا لدينه على سائر الأديان و مبينا لكلامه العظيم وعلى آله وأصحابه الذين هم خير الخلائق بعد الأنبياء والأئمة المحدثين والمجتهدين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين أما بعد.

سوال۔ا،صفحہ متن:١٥

١٤٣٨ھ

غير أن قوما وقتوا فى ذلك شيئا فقالوا إذا كان الماء قلتين لم يحمل خبثا واحتجوا فى ذلك بما روى عن عبد الله بن عمرؓ أن رسول الله ﷺ سئل عن الماء وما ينوبه من السباع فقال إذا بلغ الماء قلتين فليس يحمل الخبث فكان من الحجة عليهم لأهل المقالة الأولى التى صححناها أن هاتين القلتين لم يبين لنا فى هذه الآثار ما مقدارهما ؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال:

لف عبارت کا ترجمہ کریں۔

ب اور پانی میں قلیل وکثیر کے معیار کے بارے میں ائمہ کا اختلاف بیان کریں۔

ج حدیث ابن عمر سے قلتین کے معیار ہونے پر استدلال کا امام طحاویؒ نے جو جواب دیا ہے اس کی وضاحت کریں۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

مگر کچھ لوگوں نے اس سلسلہ میں ایک مقدار متعین کی ہے اور کہا ہے کہ جب پانی دو قلوں کی مقدار ہو جائے تو حامل نجاست نہیں ہوتا، اور انہوں نے استدلال کیا ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی حدیث سے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا پانی کے متعلق اور ان گھڑوں کے متعلق جن پر درندے آتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ جب پانی دو قلوں کی مقدار کو پہنچ جائے تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا۔

پس یہ ان لوگوں کے خلاف حجت ہے اس قول والوں کے لئے جس کو ہم صحیح قرار دیتے ہیں کہ ان آثار میں ہمیں قلتین کی مقدار نہیں بتائی گئی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## ب پانی میں قلیل وکثیر کے معیار کے بارے میں اختلاف:

(۱) ائمہ ثلاثہ میں سے امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ پانی کے قلیل وکثیر کے معیار قلتین (دو مٹکے) کو قرار دیتے ہیں یعنی پانی اگر دو قلہ یا اس سے زیادہ ہو تو کثیر کہلائیگا اور اگر دو قلہ سے کم ہو تو قلیل کہا جائیگا۔

(۲) احناف کے یہاں اس سلسلہ میں تین اقوال ہیں۔

(۱) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قلت وکثرت کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ آپ نے اس کو رائے مبتلی بہ پر چھوڑ دیا ہے اور یہی احناف کا اصل مذہب ہے۔

(۲) امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر اتنا پانی ہے کہ ایک طرف حرکت دینے سے دوسری طرف حرکت ہوتی ہے تو قلیل ہے اور اگر حرکت نہ ہوتی ہو تو کثیر ہے۔

(۳) امام محمدؒ کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ اگر پانی دہ دردہ سے کم ہو تو قلیل ہے اور اگر دہ دردہ ہے یا اس سے زیادہ تو کثیر ہے۔

## ج فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکورہ کا جواب:

حدیث قلتین میں معناً، سنداً، متناً اور مصداقاً ہر اعتبار سے اضطراب ہے ان مذکورہ اضطرابات کی تفصیل یہ ہے:

اضطراب فی المعنیٰ: لفظ قلہ کے کئی معنیٰ آتے ہیں جیسے مٹکا، قامت رجل، رأس الجبل، اعلیٰ الشئی وغیرہ تو مذکورہ حدیث میں جہاں یہ احتمال ہے کہ قلہ سے مراد مٹکا ہو جیسا کہ تم کہتے ہو وہاں یہ احتمال بھی ہے کہ قلہ سے قامت رجل مراد ہو پس اگر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



مقدار قلتین سے مراد دو آدمیوں کے قد کے برابر پانی ہو تو اتنا پانی ظاہر ہے کہ وہ ماء کثیر ہوگا، اور نجاست کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوگا کیونکہ وہ اب نہر کے پانی کے حکم میں ہو جائیگا۔

اضطراب فی السند: اس کی صورت یہ ہے کہ اس حدیث کا مدار تین شخصوں پر ہے پہلے راوی ولید بن کثیر مخزومی ہیں، بعض حضرات نے ان کے شیخ کا نام محمد بن جعفر بن الزبیر ذکر کیا ہے، اور بعض نے محمد بن عباد بن جعفر کہا ہے اسی طرح ولید کے شیخ الشیخ متعین نہیں ہیں اور بعض نے اس کا نام عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر و اور بعض نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر و ذکر کیا ہے۔

اضطراب فی المتن: اس طور پر ہے کہ بعض روایتوں میں قلتین کا لفظ آیا ہے اور بعض میں قلتین اَو ثلاثا وارد ہوا ہے، اسی طرح دار قطنی کی بعض طرق میں اَربعین قلۃ، اور بعض میں اَربعین دلوا، یا اَربعین غربا، کے الفاظ منقول ہیں، اسی طرح بعض روایت میں لم یحمل الخبث، اور بعض میں لم ینجس آیا ہے۔

اضطراب فی المصداق: یہ ہے کہ اگر قلہ کے معنی مٹکا ہی فرض کیے جائیں جیسا کہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے تو بھی مٹکے حجم میں بہت زیادہ متفاوت ہوتے ہیں، ان میں سے کسی ایک کی تعیین مشکل ہے اس لئے کہ حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ کتنا بڑا مٹکا مراد ہے۔

بہر حال یہ حدیث ہر اعتبار سے مضطرب ہے اور محدثین کے یہاں مضطرب حدیث کو قابل استدلال شمار نہیں کیا جاتا ہے، لہذا آپ کا بھی اس حدیث سے استدلال

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



درست نہیں ہوسکتا۔

سوال ۔۲، صفحہ متن: ۲۹

۱۴۳۸ھ

وأما من طريق النظر فإنا قد رأيناهم لا يختلفون أن المحرمة ليس لها أن تغطي وجهها ولها أن تغطي رأسها وكل قد أجمع أن لها أن تغطي أذنيها ظاهرهما وباطنهما فدل ذلك أن حكمهما حكم الرأس في المسحِ لا حكم الوجه۔

سوال:

الف عبارت کا ترجمہ کیجیے۔

ب اور بتلایئے کہ وضو میں کان کے اگلے اور پچھلے دونوں حصوں کا ایک ہی حکم ہے یا الگ الگ؟ امام طحاویؒ نے کس کو ترجیح دی ہے؟ مذکورہ نظر طحاوی کی وضاحت کیجیے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

اور رہا نظر کے طریق سے تو ہم نے دیکھا کہ لوگوں کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ محرمہ عورت کے لے چہرا ڈھکنا جائز نہیں، اور سر ڈھکنا جائز

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ہے، اور تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ اسکے لئے کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے کا ڈھکنا جائز ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ مسح میں بھی کانوں کا وہی حکم ہوگا جو سر کا ہے، چہرے کا حکم نہیں ہے۔

ب وضو میں کان کے اگلے اور پچھلے حصوں کا حکم:

وضو میں کان کے اگلے اور پچھلے دونوں حصوں کا حکم ایک ہے یا الگ الگ اس سلسلہ میں پانچ مذاہب ہیں۔

(۱) امام عامر شعبیؒ، ابن سیرینؒ، اور اسحاق ابن راہویہؒ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ کانوں کے اگلے حصے کو چہرے کے ساتھ دھویا جائیگا اور پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائیگا۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ دونوں کان سر کا جزء ہیں، لہذا سر کے ساتھ اور اسی کے پانی سے ان کا مسح کیا جائیگا، البتہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ ماء جدید سے مسح کے قائل ہیں۔

(۳) امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کان چہرے کا جزء ہیں، لہذا اس کو چہرے کے ساتھ دھویا جائیگا۔

(۴) دونوں کانوں کے اگلے حصے کا چہرے کے ساتھ مسح کیا جائیگا اور پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائیگا۔

(۵) امام شریحؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کانوں کو چہرے کے ساتھ دھویا جائیگا پھر دونوں کانوں کا سر کے ساتھ مسح کیا جائیگا۔ (تسہیل الطحاوی ص/۱۰۶)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



☆امام طحاویؒ نے ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے قول کو ترجیح دی ہے۔

## مذکورہ نظر طحاوی کی وضاحت:

امام طحاویؒ ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کی طرف سے ایک دلیل عقلی پیش فرما رہے ہیں، کہ پوری شریعت کا جائزہ لینے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شریعت نے احکام شرعیہ میں کانوں کو سر کے ساتھ ملحق مانا ہے، جیسا کہ عورت کے لئے حالت احرام میں سر ڈھکنا ضروری ہے اور چہرہ ڈھکنا جائز نہیں ہے اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محرمہ عورت کانوں کے اگلے اور پچھلے دونوں حصوں کو سر کے ساتھ ڈھانپے گی تو جس طرح ڈھانپنے کے مسئلہ میں کان سر کے حکم میں ہے اسی طرح مسح کے سلسلہ میں بھی کانوں کا وہی حکم ہوگا جو سر کا حکم ہے۔

سوال۔۳، صفحہ متن: ۴۵/۴۴

۱۴۳۸ھ

عن زيد بن خالد الجهني أنه سأل عثمان بن عفان رضى الله عنه عن الرجل يجامع فلا ينزل قال ليس عليه إلا الطهور. عن أبى بن كعب رضى الله عنه قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجا مع فيكسل قال يغسل ما أصابه ويتوضأوضوئه للصلاة فذهب قوم إلى أن من وطى فى الفرج

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



فلم ينزل فليس عليه غسل وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا عليه الغسل وإن لم ينزل.

سوال:

الف عبارت کا ترجمہ کریں۔

ب اور بتلائیں کہ وجوب غسل کیلئے انزال ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فریقین کی دلائل تحریر کریں، نیز فریق اول نے حدیث ابی بن کعبؓ سے جو استدلال کیا ہے فریق ثانی کی طرف سے اسکا کیا جواب دیا گیا ہے؟

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے دریافت کیا اس آدمی کے بارے میں جو جماع کرے اور اسکو انزال نہ ہو تو انہوں نے فرمایا کہ اسپر صرف وضو واجب ہے۔ اور حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا جو جماع کرے اور اسکا انزال نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا جو گندگی اسکو لگی ہوا سکو دھو لے اور نماز والا وضو کر لے، ایک قوم اس بات کی طرف گئی ہے کہ جس شخص نے وطی فی الفرج کی اور انزال نہیں ہوا تو اسپر غسل واجب نہیں ہے اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں انکی مخالفت کی اور کہا کہ اسپر غسل واجب ہوگا اگرچہ انزال نہ ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


ب وجوب غسل کیلئے انزال ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں ائمہ کرام کے دلائل:

داود ظاہری وغیرہ کے دلائل:

(۱) عن زيد بن خالد الجهني أنه سأل عثمان بن عفانؓ عن الرجل يجامع فلا ينزل قال: ليس عليه إلا الطهور ثم قال: سمعته من النبي ﷺ.

زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان سے دریافت کیا اس آدمی کے بارے میں جو جماع کرے اور اس کو انزال نہ ہو تو انہوں نے فرمایا: اس پر صرف وضو واجب ہے پھر فرمایا کہ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے سنی ہے۔

(۲) عن أبي سعيدؓ أن رسول الله ﷺ قال: الماء من الماء.

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: پانی (کا استعمال یعنی غسل) پانی (منی) کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے دلائل:

(۱) عن عائشةؓ انها سئلت عن الرجل يجامع فلا ينزل فقالت: فعلته انا ورسول الله ﷺ فاغتسلنا منه جميعا.

حضرت عائشہؓ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو جماع کرے اور اس کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



انزال نہ ہوتو انہوں نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے تو ہم دونوں غسل کرتے تھے۔

(۲) عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ إذا التقى الختانان اغتسل.

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ التقاء ختانین کی صورت میں غسل فرمایا کرتے تھے۔

## فریق ثانی کی طرف سے حدیث ابی بن کعب کا جواب:

فریق ثانی نے حدیث ابی بن کعب کا یہ جواب دیا ہے کہ خود حضرت ابی بن کعب ہی سے مذکورہ روایت کی خلاف روایت مروی ہے جس میں حضرت ابی ابن کعبؓ نے فرمایا کہ ,, الماء من الماء،، والا حکم شروع اسلام میں تھا پھر جب معاملہ (اسلام کو) مضبوط کر دیا تو اس سے روک دیا گیا لھذا حضرت ابی بن کعبؓ کا یہ فرمانا جائز نہیں مگر یہ کہ ان کے نزدیک اس حکم کا رسول ﷺ سے منسوخ ہونا ثابت ہو جائے، علاوہ ازیں حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے وفات سے پہلے اپنے قول عدم وجوب غسل سے رجوع کر لیا تھا لھذا فریق اول کا حدیث ابی بن کعب سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


سوال ۔۴، صفحہ، متن :۴: ۷۴

۱۴۳۸ھ

عن ابن عباسؓ أن ابن مسعودؓ خرج مع رسول الله صلى الله عليه و سلم ليلة الجن فسأله رسول الله ﷺ أمعك يا ابن مسعود ماء؟ قال معي نبيذ في إداوتي فقال رسول الله ﷺ أصبب علىّ فتوضأبه وقال شراب و طهور قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن من لم يجد إلا نبيذ التمر في سفره توضأبه و ممن ذهب إلى ذالك أبو حنيفةؒ وخالفهم في ذالك آخرون فقالوا لا يتوضأ بنبيذ التمر ومن لم يجد غيره تيمم ولا يتوضأبه.

سوال:

الف ترجمہ کریں اور نبیذ کا معنی بیان کریں۔

ب سفر میں ماء مطلق کی عدم موجودگی میں امام صاحب اور صاحبین کے درمیان نبیذ تمر سے وضو کے بارے میں کیا اختلاف ہے؟ مدلل تحریر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تشریف لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: اے ابن مسعود کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ تو ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس مشکیزے میں نبیذ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ڈالو، چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اور فرمایا یہ مشروب اور مطہر ہے۔

امام طحاویؒ نے فرمایا تو کچھ لوگ اس طرف گئے کہ جس شخص کو سفر میں نبیذ تمر کے علاوہ کوئی چیز نہ ملے تو وہ اس سے وضو کر لے اور اس طرف جانے والوں میں امام ابو حنیفہ بھی ہیں اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ نبیذ تمر سے وضو نہیں کیا جائیگا اور جسکو نبیذ تمر کے علاوہ کوئی چیز نہ ملے وہ تیمم کریگا اور نبیذ سے وضو نہیں کریگا۔

نبیذ کا معنی:

(۱) النبیذ: ما یعمل من الأشربة من التمر والزبیب والعسل والحنطة والشعیر وغیر ذالک (زبدہ شرح معانی الآثار ص. ۷۱)

نبیذ وہ شراب ہے جسکو کھجور یا کشمش یا شہد یا گیہوں یا جو وغیرہ سے بنایا گیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



(۲) هو الماء الذی نبذ فیہ تمرات لتخرج حلاوتہا الماء. (حاشیہ شرح معانی الآثار ص..۴۷)

نبیذ وہ پانی ہے جس میں کھجوریں ڈالی گئیں تاکہ اسکا مٹھاس پانی میں نکل آئے۔

## ب سفر میں ماء مطلق کے عدم موجودگی کی صورت میں نبیذ تمر سے کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل:

ائمہ کے مذاہب۔

(۱) امام ابوحنیفہؒ، سعید ابن مسیب اور امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر سفر میں کسی پاس نبیذ تمر کے علاوہ پانی موجود نہ ہو تو اس کے لئے نبیذ تمر سے وضو کرنا جائز اور اس کے لئے تیمّم کرنا جائز نہ ہوگا۔

(۲) ائمہ ثلاثہ، امام ابو یوسف، اسحٰق بن راہویہ اور خود امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ کسی قسم کی نبیذ سے کسی بھی صورت میں وضو کرنا جائز نہیں ہے بلکہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کیا جائے گا۔

## فریقین کے دلائل:

### فریق اول کی دلیل:

(۱) حدیث الباب اور دوسرے سند سے وہ یہ ہے۔

(۲) عن عبد اللہ بن مسعودؓ أنہ کان مع رسول اللہ ﷺ لیلۃ الجن وأن رسول اللہ ﷺ احتاج إلی ماء یتوضأ بہ ولم یکن معہ إلا النبیذ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



فقال رسول الله ﷺ تمرة طيبة وماء طهور فتوضأ به رسول الله ﷺ.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ کو وضو کے لئے پانی کی ضرورت پیش آئی حالانکہ ان کے پاس صرف نبیذ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے (نبیذ کے متعلق فرمایا کہ) پاک کھجور اور پاک پانی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے وضو کیا۔

فریق ثانی کی دلیل:

(۱) شریعت میں صرف پانی سے وضو کرنا ثابت ہے اور عدم ماء کی صورت میں شریعت نے تیمّم کو مشروع کیا ہے، لہذا نبیذ تمر سے وضو کرنا جائز نہ ہوگا۔

(۲) نبیذ تمر کے علاوہ جو نبیذیں ہیں انکا حکم یہ ہے کہ ان سے بالاتفاق وضو کرنا جائز نہیں، تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ نبیذ تمر سے بھی وضو کرنا جائز نہ ہو، بلکہ اس کی جگہ تیمّم ضروری ہو۔

سوال۔۵، صفحہ متن: ۹۱/۹۲

۱۴۳۸ھ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا أَتَى أَحَدُنَا الْغَائِطَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْاِسْتِجْمَارَ لَا يُجْزِئُ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا مَا اسْتُجْمِرَ بِهِ مِنْهَا فَأُنْقِيَ بِهِ الْأَذَى ثَلَاثَةً كَانَتْ أَوْ أَكْثَرَ مِنْهَا أَوْ أَقَلَّ وِتْرًا كَانَتْ أَوْ غَيْرَ وِتْرٍ كَانَ ذٰلِكَ طُهْرَهُ.

سوال:

الف عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

ب استنجاء بالاحجار میں تثلیث کے وجوب اور عدم وجوب کے بارے میں اختلافِ ائمہ مع دلائل تحریر کریں۔

ج خاص طور سے فریق ثانی کی دلیل تفصیل سے تحریر کریں۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ڈھیلے سے استنجاء کرے اسکو چاہئے کہ طاق عدد استعمال کرے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا تو رسول اللہ ﷺ اس کو تین پتھروں کے استعمال کرنے کا حکم دیتے تھے، تو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ استنجاء تین پتھروں سے کم سے جائز نہیں۔

اور دوسرے لوگوں نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ جس تعداد سے بھی استنجاء کرلیا جائے اور اس کے ذریعے گندگی صاف ہوجائے خواہ وہ تین ہو یا اس سے زیادہ یا کم ہو طاق ہو یا جفت تو یہ اس کے لئے پاکی کا ذریعہ ہوجائیگا۔

ب استنجاء بالاحجار میں تثلیث کے وجوب اور عدم وجوب کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف مع دلائل:

(۱) امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ، ابن حزم ظاہری وغیرہ فرماتے ہیں کہ استنجاء بالاحجار میں تثلیث یعنی تین ڈھیلوں کا استعمال کرنا واجب ہے، اگرچہ تین ڈھیلوں سے کم ہی سے صفائی حاصل ہوجائے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، داود ظاہریؒ، وغیرہ فرماتے ہیں کہ تثلیث واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل:

فریق اول کے دلائل:

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من استجمر فليوتر

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ڈھیلے سے استنجاء کرے اس کو چاہئے کہ طاق عدد استعمال کرے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



(۲) عن أبي هريرةؓ قال كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يأمرنا اذا أتى أحدنا الغائط بثلاثة أحجار۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی قضاء حاجت کیلئے جاتا تھا تو رسول اللہ ﷺ اسکو تین پتھروں کے استعمال کا حکم دیتے تھے۔

فریق ثانی کی دلیل:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: من استجمر فليوتر من فعل فقد أحسن و من لا فلاحرج۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ڈھیلے سے استنجاء کرے اسکو چاہئے کہ طاق عدد میں کرے اور جس نے ایسا کیا وہ اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا اسپر کوئی حرج نہیں ہے۔

ج فریق ثانی کی دلیل کی تفصیل:

فریق ثانی کی دلیل حدیث ابی ہریرہؓ (یعنی جو شخص ڈھیلے سے استنجاء کرے اسکو چاہئے کہ طاق عدد میں کرے اور جس نے ایسا کیا وہ اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا اسپر کوئی حرج نہیں ہے) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول ﷺ نے استنجاء بالاحجار میں جہاں طاق عدد کا حکم دیا ہے اس سے آپ کی مراد طاق عدد سے استنجاء کرنے کو مستحب بتانا ہے نہ کہ فرض، کہ جس کے بغیر طہارت حاصل ہی نہیں ہوگی، اور یہی بات حدیث ابن مسعود سے اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے وہ روایت یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ساتھ تھا آپ قضاء حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھے تین پتھر لاکر دو چنانچہ میں نے تلاش کیا مگر مجھے صرف دو پتھر اور ایک لید ملی تو آپ نے لید کو پھینک دیا اور دونوں پتھروں کو لیا اور فرمایا کہ یہ نجس ہے۔

مذکورہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے جہاں استنجاء کیا وہاں کوئی پتھر نہیں تھا ورنہ حضرت ابن مسعودؓ کو پتھر تلاش کرنے کا حکم نہ کرتے اسی طرح یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ دو پتھر سے استنجاء کرنا کافی ہے ورنہ رسول ﷺ دو پتھر سے استنجاء کرنے پر اکتفاء نہ کرتے بلکہ حضرت ابن مسعودؓ کو ایک اور پتھر لانے کا حکم دیتے حالانکہ ایسا نہیں کیا۔

سوال۔ا، صفحہ متن:۱۵

۱۴۳۶ھ

غير أن قوما وقتوا في ذلك شيئا فقالوا إذا كان الماء مقدار قلتين لم يحمل خبثا واحتجوا في ذلك بما روي عن عبد الله بن عمر أن رسول الله ﷺ سئل عن الماء وما ينوبه من السباع فقال إذا بلغ الماء قلتين فليس يحمل الخبث فكان من الحجة عليهم لأهل المقالة التي صححناها أن هاتين القلتين لم يبين لنا في هذه الآثار ما مقدارهما .

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال:

الف عبارت کا ترجمہ کیجئے۔

ب اور بتایئے کہ پانی میں قلت وکثرت کے معیار کے بارے میں کیا اختلاف ہے۔

ج حدیث مذکور کس کا مستدل ہے؟ اور فریق ثانی کی طرف سے اس کا کیا جواب دیا گیا ہے؟ مفصل لکھئے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

مگر کچھ لوگوں نے اس سلسلہ میں ایک مقدار متعین کی ہے اور کہا ہے کہ جب پانی دو قلوں کی مقدار ہو جائے تو حامل نجاست نہیں ہوتا۔ اور انہوں نے استدلال کیا ہے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے مروی حدیث سے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا پانی کے متعلق اور ان گھڑوں کے متعلق جن پر درندے آتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب پانی دو قلوں کی مقدار کو پہنچ جائے تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا۔ پس یہ ان لوگوں کے خلاف حجت ہے اس قول والوں کے لئے جس کو ہم صحیح قرار دیتے ہیں۔ کہ ان آثار میں ہمیں قلتین کی مقدار نہیں بتائی گئی ہے۔

ب پانی کی قلت وکثرت کے معیار کے بارے میں اختلاف سنہ ۱۴۲۸ھ سوال۔۱، جزء (ب) میں گذر چکا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



حدیث مذکور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مستدل ہے۔

فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب: ۱۴۳۸ھ سوال۔۱، جزء(ج) میں گذر چکا ہے۔

سوال۔۲، صفحہ متن: ۲۰

۱۴۳۶ھ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا الْأَثَرِ فَقَالُوْا لَا يَطْهُرُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ حَتّٰى يُغْسَلَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا يُغْسَلُ الْإِنَاءُ مِنْ ذٰلِكَ كَمَا يُغْسَلُ مِنْ سَائِرِ النَّجَاسَاتِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَحَدُكُمْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



**سوال:**

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب برتن میں کتے کے منہ ڈال دینے کی صورت میں اس کے طریقۂ تطہیر میں ائمہ کے مذاہب بیان کیجئے۔

ج فریق ثانی نے حدیثِ سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ سے کس طرح استدلال کیا ہے؟ اور فریق اوّل کی دلیل کا کیا جواب دیا ہے۔

**جواب:**

**الف عبارت کا ترجمہ:**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کو سات مرتبہ دھوؤ۔

تو کچھ لوگ اس اثر کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ برتن پاک نہیں ہوگا جب اس میں کتا منہ ڈال دے تا آنکہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ کتا کے منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو اسی طرح دھویا جائے گا جیسے باقی تمام نجاستوں کی وجہ سے دھویا جاتا ہے، اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت سعید بن میسّبؒ سے مروی احادیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ برتن میں اس وقت تک نہ ڈالے جب تک کہ اس پر دو یا تین مرتبہ پانی نہ ڈال لے اس لئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات بھر اسکا ہاتھ کہاں رہا۔

ب جس برتن میں کتا نے منہ ڈال دیا اس کے طریقہ تطہیر میں ائمہ کرام کے مذاہب:

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تسبیع (سات مرتبہ دھونا) واجب ہے لیکن امام مالکؒ کے نزدیک تسبیع امر تعبدی کے طور پر ہے نہ کہ سور کلب کے نجس ہونے کیوجہ سے، مزید امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک تتریب یعنی ایک مرتبہ مٹی سے مانجنا بھی واجب ہے۔

(۲) احناف کے نزدیک جس برتن میں کتا منھ ڈال دے اس کو تین مرتبہ دھونا واجب ہے اور سات مرتبہ دھونا مستحب ہے۔

ج فریق ثانی کا حدیثِ سعید بن مسیّب عن ابی ہریرہؓ سے استدلال:

وجہ استدلال یہ ہے: کہ ابتدائی زمانہ میں پانی کی قلت کی بناء پر صحابہ کرام پانی سے استنجاء نہیں کرتے تھے بلکہ استنجاء بالاحجار کیا کرتے تھے اور استنجاء بالاحجار میں اس بات کا پورا پورا امکان رہتا ہے کہ نجاست کا کچھ حصہ مخرج میں رہ گیا ہو نیز عرب کا علاقہ گرم تھا اور موٹے کپڑوں کا رواج تھا اسلیئے یہ احتمال موجود ہے کہ سونے کے بعد صحابہ کو پسینہ آئے اور حالت نوم میں ان کا ہاتھ محل نجاست پر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



پہنچنے کی وجہ سے ناپاک ہو جائے اس بنا پر آپ ﷺ نے صحابہ کو بیدار ہونے کے بعد احتیاطا تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر پیشاب پاخانہ وغیرہ ہاتھ پر لگا ہو تو وہ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا حالانکہ وہ دونوں اغلظ النجاسات ہے تو جب اغلظ نجاستیں تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہے تو سور کلب جو اس سے کم درجہ کی نجاست ہے وہ تو بدرجہ اولی تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

## فریق اول کی دلیل کا جواب:

آپ کی ذکر کردہ حدیث ابو ہریرہ میں تسبیع یعنی سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے حالانکہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد یہ فتوی دیتے تھے کہ اگر کتا برتن میں منھ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے وہ برتن پاک ہو جائے گا یعنی حضرت ابو ہریرہؓ خود اپنے بیان کردہ روایت کے خلاف فتوی دے رہے ہیں یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تسبیع والی روایت منسوخ ہو چکی ہے۔ کیونکہ راوی اگر اپنی بیان کردہ روایت کے بارے میں فتوی دے تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے خلاف ایسا گمان کرنا کہ نبی کریم ﷺ سے سنے ہوئے حکم کے خلاف فتوی دے رہے ہیں جائز نہیں ہے تو لامحالہ آپ کو یہ توجیہ کرنی پڑے گی کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی تسبیع والی روایت منسوخ ہو چکی ہے اور انہوں نے ضرور نبی کریم ﷺ کی زبانی کوئی ایسا حکم سنا ہوگا، جو تثلیث پر دلالت کرتا ہوگا اسی لئے اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کے مطابق فتویٰ دیتے رہے ہیں۔

سوال ۳: صفحہ متن: ۳۵

۱۴۳۶ھ

عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا كَانَ الْفَتْحُ صَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْحَاضِرِيْنَ يَجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا لِكُلِّ صَلَاةٍ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ أَكْثَرُوْنَ فَقَالُوا لَا يَجِبُ الْوُضُوْءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ.

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب ,,وضوء لكل صلاة،، کے بارے میں ائمہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کیجئے۔

ج اور یہ اختلاف حضر اور سفر دونوں میں ہے یا صرف حضر میں؟ مدلل تحریر کیجئے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت سلیمان بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کے لئے وضو کیا کرتے تھے، پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ نے ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں، تو ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ مقیمین پر ہر نماز کیلئے وضو کرنا واجب ہے اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور اکثر لوگوں نے انکی مخالفت کی اور کہا کہ وضو صرف حدث کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

## ب ,,وضوء لکل صلاۃ،، کے بارے میں ائمہ کے مذاہب مع دلائل:

,,وضوء لکل صلاۃ،، کے بارے میں امام طحاوی نے دو مذہب ذکر کئے ہیں:

(۱) شیعہ اور اصحاب ظواہر کہتے ہیں کہ مقیم کے اوپر ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا واجب ہے، خواہ وہ پہلے سے بے وضو ہو یا باوضو، البتہ مسافر کے لئے ضروری نہیں ہے۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مقیم اور مسافر کسی کے لئے ہر نماز کیلئے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے، تاہم پہلے سے باوضو ہونے کے باوجود نیا وضو کرنا مستحب ہے۔

### ☆ شیعہ اور اصحاب ظواہر کے دلائل:

(۱) عن سلیمن بن بریدۃ عن أبیه أن النبی ﷺ کان یتوضأ لکل صلاۃ فلما کان الفتح صلی الصلوات بوضوء واحد

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



حضرت سلیمان ابن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لے وضو کیا کرتے تھے، پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ نے ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں۔

(۲) عن سليمان عن أبيه عن النبي ﷺ أنه كان يتوضأ لكل صلاة.

حضرت سلیمانؒ اپنے والد سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے

مذکورہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مقیم کے اوپر ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا واجب ہے خواہ پہلے سے باوضو ہو یا بے وضو، البتہ مسافر کے لئے ضروری نہیں ہے کیوں کہ حدیث بریدہ میں یہ بات مذکور ہے کہ حضور ﷺ حالت اقامت میں ہر نماز کے لے وضو کیا کرتے تھے خواہ باوضو ہوں یا بے وضو، تو آپ کا "وضوء لكل صلاة" پر دوام کرنا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

## ائمہ اربعہ اور جمہور کی دلیل:

عن جابر بن عبد اللهؓ قال ذهب رسول الله ﷺ إلى امرأة من الأنصار ومعه أصحابه فقربت له شاة مصلية فأكل و أكلنا ثم حانت الظهر فتوضأ وصلى ثم رجع إلى فضل طعامه فأكل ثم حانت العصر فصلى و لم يتوضأ.

حضرت جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری عورت (عمرہ بنت حزامؓ) کے گھر تشریف لے گئے اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



صحابہ بھی تھے، تو ان انصاریہ نے ایک بھنی ہوئی بکری آپؐ کے سامنے پیش کی، چنانچہ آپؐ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا، پھر ظہر کا وقت ہوگیا تو آپؐ نے وضو کر کے نماز پڑھی، پھر بچے ہوئے کھانے کی طرف متوجہ ہوئے اور تناول فرمایا، پھر عصر کا وقت ہوگیا تو آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

مذکورہ حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا واجب نہیں ہے کیوں کہ آپؐ نے ایک وضو سے دو نمازیں ادا کی ہیں۔

ج یہ اختلاف صرف حضر میں سفر میں نہیں اس کی دلیل یہ ہے۔

عن سليمن بن بريدة عن أبيه أن النبي ﷺ كان يتوضأ لكل صلاة فلما كان الفتح صلى الصلوات بوضوء واحد.

حضرت سلیمان ابن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لے وضو کیا کرتے تھے، پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ نے ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں۔

مذکورہ حدیث میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ آپؐ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے چند نمازیں پڑھی ہیں اور مکہ میں آپؐ مسافر تھے، اور یہ حدیث شیعہ اور اصحاب ظواہر کا مستدل ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ لوگ بھی حالت سفر میں جمہور کی طرح ,,وضو لكل صلاة،، کے قائل نہیں ہیں، لیکن حالت اقامت میں ,,وضوء لكل صلاة ،، کے قائل ہیں تو اختلاف صرف حالت اقامت میں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال:۴،صفحہ متن:۷۲

۱۴۴۳ھ

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ فِی الرَّضِیْعِ یُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِیَۃِ وَیُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَہَبَ قَوْمٌ إِلَی التَّفْرِیْقِ بَیْنَ حُکْمِ بَوْلِ الْغُلَامِ وَ بَوْلِ الْجَارِیَۃِ قَبْلَ أَنْ یَأْکُلَا الطَّعَامَ فَقَالُوْا بَوْلُ الْغُلَامِ طَاہِرٌ وَبَوْلُ الْجَارِیَۃِ نَجِسٌ وَخَالَفَہُمْ فِیْ ذٰلِکَ آخَرُوْنَ فَسَوَّوْا بَیْنَ بَوْلَیْہِمَا جَمِیْعًا وَ جَعَلُوْہُمَا نَجِسَیْنِ

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔

ب رضیع سے کیا مراد ہے؟

ج مسئلۂ باب میں فریقین کے دلائل تفصیل کے ساتھ لکھیے۔

جواب:

الف: عبارت کا ترجمہ:

حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دودھ پینے والے بچے کے بارے میں فرمایا کہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائیگا اور لڑکے کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کے پیشاب پر پانی کا چھینٹا مارا جائیگا، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ فرق کرنے کی طرف گئے ہیں لڑکی اور لڑکے کے پیشاب کے درمیان جب تک کہ وہ کھانا شروع نہ کردے چنانچہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ لڑکے کے پیشاب پاک ہے اور لڑکی کا پیشاب ناپاک۔

اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے انکی مخالفت کی چنانچہ انہوں نے لڑکا اور لڑکی دونوں کے پیشاب کو برابر کہا اور ناپاک قرار دیا۔

## ب رضیع کا مراد:

امام نوویؒ نے فرمایا "الرضيع وهو الذي لم يفطم"، یعنی رضیع وہ شیر خوار بچہ یا بچی ہے جسکا ابھی تک دودھ نہیں چھوڑایا گیا ہے (شرح النووی علی مسلم ج ۱ص-۱۳۹)

## ج مسئلۂ باب میں فریقین کے دلائل بالتفصیل:

(ملاحظہ) پہلے یہ بات جان لینا چاہیے کہ یہاں مسئلۂ باب سے مراد بول رضیع کی طریقۂ تطہیر میں اختلاف ہے کیوں کہ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ پیشاب بچہ کا ہو یا بچی کا دونوں ناپاک ہے اور بچی کے پیشاب میں بالاتفاق غسل واجب ہے لیکن بول صبی کے طریقۂ تطہیر میں اختلاف ہے۔

(۱) امام شافعی اور امام احمدؒ کے نزدیک بول غلام دھونے کے بجائے اسپر چھینٹے مار دینا کافی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



(۲) امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بول صبیہ کی طرح بول صبی میں بھی غسل ضروری ہے البتہ مبالغہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ غسل خفیف کافی ہے اور بول جاریہ کا بالاتفاق دھونا واجب ہے پس اس مسئلہ میں فریقین کے دلائل یہ ہیں۔

## فریق اول کے دلائل:

(۱) عن عليؓ عن النبي ﷺ أنه قال في الرضيع يغسل بول الجارية وينضح بول الغلام.

حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دودھ پیتے بچے کے بارے میں فرمایا لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائیگا اور لڑکے کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے مارے جائینگے۔

(۲) عن لبابة بنت الحارث أن الحسين بن عليؓ بال على النبي ﷺ فقلت أعطني ثوبك أغسله فقال إنما يغسل من الأنثى وينضح من بول الذكر.

حضرت لبابہ بنت حارثؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسین بن علیؓ نے نبی کریم ﷺ کے اوپر پیشاب کر دیا میں نے عرض کیا کہ آپؐ اپنا کپڑا مجھے دیدیں تا کہ میں اسکو دھودوں تو آپؐ نے فرمایا صرف لڑکی کے پیشاب کی وجہ سے دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب سے چھینٹا مارا جاتا ہے۔

(۳) عن أم قيس بنت محصن أنها أتت بابن لها لم يأكل الطعام إلى رسول الله ﷺ فاجلسه رسول الله ﷺ في حجره فبال على ثوبه

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



فدعا بماء فنضحه ولم يغسله .

حضرت ام قیس بنت محصن سے روایت ہے کہ وہ اپنے بچہ کولیکر جو ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا رسول ﷺ کے پاس آئی تو رسول ﷺ نے اس بچہ کو اپنے گود میں بیٹھا لیا جس کے بعد اس بچہ نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور چھینٹے مار دیئے اور اسکو نہیں دھویا۔

(۴) عن عائشةؓ قالت أتى النبی ﷺ بصبی یحنکه ویدعو له فبال علیه فدعا بماء فنضحه ولم یغسله .

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ کو لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اسکو تحنیک کر دیں اور اسکے حق میں دعا فرما دیں تو اس بچہ نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اسپر چھڑک دیا اور اسکو نہیں دھویا۔

☆ فریق اول کی دلیل یہ سب روایتیں ہیں جن میں آپ ﷺ نے بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کا حکم دیا اور بچی کے پیشاب کو دھونے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ بچی کے پیشاب کے تطہیر کیلئے دھونا ضروری ہے اور بچے کے پیشاب کے تطہیر کیلئے چھینٹیا مارنا کافی ہے ۔

## فریق ثانی کے دلائل:

(۱) عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ یؤتی بالصبیان فیدعو لهم فأتی بصبی مرة فبال علیه فقال صبوا علیه الماء صبا.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تھا تو آپ ﷺ انکے حق میں دعا فرمادیتے تھے ایک مرتبہ ایک بچے کو لایا گیا تو اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کردیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس پر پانی بہادو۔

(۲) عن عائشة أن النبي ﷺ أتي بصبي فبال عليه فأتبعه الماء ولم يغسله.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بچے کو لایا گیا اور اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کردیا تو آپ ﷺ نے اسپر پانی بہادیا اور اسکو نہیں دھویا۔

(۳) عن الحسن أنه قال بول الجارية يغسل غسلا و بول الغلام يتبع الماء.

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا لڑکی کے پیشاب کو اچھی طرح دھویا جائیگا اور لڑکے کے پیشاب کا پانی سے تتبع کیا جائیگا (یعنی لگاتار پے در پے پانی ڈالا جائیگا)

(۴) عن سعيد بن المسيبؒ أنه قال الرش بالرش و الصب بالصب من الأبوال كلها

حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رش کی وجہ سے رش ہوگا اور صب کی وجہ سے صب ہوگا لڑکا اور لڑکی دونوں کے پیشاب میں (یعنی جس کا پیشاب رش کی صورت میں ہوگا اسکے ساتھ رش کیا جائیگا اور جس کا پیشاب صب کی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



صورت میں ہوگا اسکے ساتھ صب ہی کا معاملہ کیا جائیگا یعنی پانی بہا کر دھویا جائیگا)

☆ ان سب روایات اور اقوال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بول جاریہ کی طرح بول صبی میں بھی دھونا ضروری ہے مگر صب اور اتباع الماء کافی ہے مبالغہ ضروری نہیں ہے جیسے روایت مذکورہ میں وارد ہوا ہے اور نضح والی روایات کو صب پر محمول کیا جائیگا تا کہ تمام روایات میں تطبیق ہوجائے۔

سوال۔۵، صفحہ متن: ۹۲

۱۴۳۶ھ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا أَتَى أَحَدُنَا الْغَائِطَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْإِسْتِجْمَارَ لَا يُجْزِءُ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ أَحْجَارٍ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوْا إِمَّا اسْتُجْمِرَ بِهِ مِنْهَا فَأَنْقَى بِهِ الْأَذٰى ثَلٰثَةً كَانَتْ أَوْ أَكْثَرَ مِنْهَا أَوْ أَقَلَّ وِتْرًا كَانَتْ أَوْ غَيْرَ وِتْرٍ كَانَ ذٰلِكَ طُهْرُهُ.

سوال:

الف عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب استنجاء بالاحجار میں تثلیث واجب ہے یا مستحب؟ قائلین وجوب کا مستدل اور طریقہ استدلال ظاہر کیجئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


ج اور فریق ثانی کی جانب سے دیے گئے جواب کو بوضاحت لکھیے۔

**جواب:**

**الف عبارت کا ترجمہ:**

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا تو رسول اللہ ﷺ اس کو تین پتھروں کے استعمال کرنے کا حکم دیتے تھے، تو کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ استنجاء تین پتھروں سے کم سے جائز نہیں، اور دوسرے لوگوں نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ جس تعداد سے بھی استنجاء کر لیا جائے اور اس کے ذریعے گندگی صاف ہو جائے خواہ وہ تین ہو یا اس سے زیادہ یا کم ہو طاق ہو یا جفت یہ اس کے لئے پاکی کا ذریعہ ہو جائیگا۔

ب استنجاء بالاحجار میں تثلیث واجب ہے یا مستحب؟ اس بارے میں اختلافِ ائمہ:

۱۴۳۸ھ، سوال۔۵، جزء (ب) میں گذر چکا۔

**قائلین وجوب کا مستدل اور طریقۂ استدلال:**

ان حضرات نے دلیل میں وہ روایتیں پیش کی ہیں جن میں رسول اکرم ﷺ نے استنجاء میں تین ڈھیلوں کو استعمال کرنے کا حکم دیا ہے یا طاق عدد استعمال کرنے کا حکم دیا ہے یا تین پتھروں سے کم پر اکتفا کرنے سے منع کیا ہے۔

(۱) عن أبي هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من استجمر فليوتر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


(۲) وعنه قال كان رسول الله ﷺ يأمرنا إذا أتى أحدنا الغائط بثلاثة أحجار .

(۳) وعن عائشةؓ أن رسول الله ﷺ قال إذا خرج أحدكم إلى الغائط فليذهب بثلاثة أحجار يستنظف بها فإنها ستكفيه

(۴)عن سلمان الفارسیؓ قال نهينا أن نكتفي بأقل من ثلاثة أحجار .

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ استنجاء میں تثلیث واجب ہے، کیونکہ بعض روایات میں تو تثلیث کی صراحت ہے اور بعض میں مطلق ایتار کا ذکر ہے پس اسکو بھی تثلیث پر حمل کیا جائیگا۔

## ج فریق ثانی کی طرف سے جواب:

امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کی طرف سے فریق اول کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جو روایات فریق اول نے استدلال میں پیش کیا ہے وہ سب کی سب محتمل ہیں، ان میں ایک احتمال یہ ہے کہ وتر کا لفظ بطور استحباب ہو، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ بطور وجوب ہو، یعنی اس سے کم عدد میں طہارت حاصل نہ ہو، لہٰذا آپ کا بغیر کسی مرجح کے جانب وجوب کو راجح قرار دینا درست نہیں، بلکہ کسی ایک جانب کو راجح قرار دینے کے لئے وجہ ترجیح کی ضرورت ہے۔

پس ہم نے وجہ ترجیح کی تلاش میں روایات میں غور کیا تو ہم کو ایک روایت مل گئی جو ترجیح کے لئے کافی ہے اس روایت میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے استنجاء میں طاق عدد استعمال کیا اس نے اچھا کیا، اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کے لئے کوئی حرج نہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تثلیث واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

سوال۔ اصفحہ متن: ۱۷

۱۴۲۵ھ

عن كبشة بنت كعب بن مالك وكانت تحت بن أبى قتادة أن أبا قتادة دخل عليها فسكبت له وضوءً فجائت هرة فشربت منه فأصغى لها أبو قتادة الإناء حتى شربت قالت كبشة فرانى أنظر إليه فقال أتعجبين يا ابنة أخي؟ قالت قلت نعم قال فإن رسول الله ﷺ قال إنها ليست بنجس إنها من الطوافين عليكم أو الطوافات

سوال:

الف حدیث شریف کا ترجمہ کیجئے۔

ب سور ہرہ کے بارے میں ائمہ کے مذاہب مدلل لکھئے۔

ج حدیث مذکور "انها ليست بنجس" کا فریق ثانی کیا جواب دیتا ہے؟ تحریر کیجئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


جواب:

الف حدیث شریف کا ترجمہ:

حضرت کبشہ بنت کعب بن مالکؒ سے روایت ہے اور وہ حضرت ابوقتادہؓ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں، کہ ابوقتادہ ہمارے یہاں آئے تو میں ان کے لئے وضو کا پانی انڈیلنے لگی اتنے میں ایک بلی آئی اور اس نے اس سے پینا چاہا تو ابوقتادہ نے اس کے لے برتن جھکا دیا یہانتک کہ بلی نے پانی پی لیا، کبشہ کہتی ہیں ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں (تعجب سے) ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے فرمایا بھتیجی! کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے، کبشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلی ناپاک نہیں ہے یہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے۔

ب سور ہرہ کے بارے میں ائمہ کے مذاہب مع دلائل:

سور ہرہ پاک ہے یا ناپاک اس بارے میں دو مذاہب ہیں۔

(۱) امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور امام محمدؒ کی غیر محقق روایت میں یہ ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ، امام زفرؒ، حسن بن زیادؒ، حسن بصریؒ، اور امام محمدؒ کی محقق روایت کے مطابق بلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## امام شافعیؒ وغیرہ کے دلائل:

(۱) عن كبشة بنت كعب بن مالك وكانت تحت ابن أبي قتادة أن أبا قتادة دخل عليها فسكبت له وضوءً فجائت هرة فشربت منه فأصغى لها أبو قتادة الإناء حتى شربت قالت كبشة فرانى أنظر إليه فقال أتعجبين يا ابنة أخي؟ قالت قلت نعم قال فإن رسول الله ﷺ قال إنها ليست بنجس إنها من الطوافين عليكم أو الطوافات.

حضرت کبشہ بنت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے اور وہ حضرت ابوقتادہؓ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں، کہ ابوقتادہ ہمارے یہاں آئے تو میں ان کے لئے وضو کا پانی انڈیلنے لگی اتنے میں ایک بلی آئی اور اس نے اس سے پینا چاہا تو ابوقتادہ نے اس کے لئے برتن جھکا دیا حتی کہ بلی نے پانی پی لیا، کبشہ کہتی ہیں ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں (تعجب سے) ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے فرمایا بھتیجی! کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے، کبشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں تو انہوں نے فرمایا بلی ناپاک نہیں ہے یہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے۔

(۲) عن عائشةؓ قالت كنت أغتسل أنا ورسول الله ﷺ من الإناء الواحد وقد أصابت الهر منه قبل ذلك.

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے تھے، حالانکہ اس سے پہلے بلی اس برتن سے پانی پی چکی ہوتی تھی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



مذکورہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے۔

## امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کے دلائل:

(۱)عن أبي هريرةؓ عن النبي ﷺ قال طهور الإناء إذا ولغ فيه الهر أن يغسل مرة أو مرتين، قرة شك.

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا برتن کی طہارت جب اس میں بلی منہ ڈال دے یہ ہے کہ اس کو ایک مرتبہ دھولیا جائے، (یا فرمایا کہ) دو مرتبہ دھولیا جائے، قرہ کو شک ہوگیا۔

(۲)عن أبي هريرةؓ قال يغسل الإناء من الهر كما يغسل من الكلب.

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: بلی کے منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو دھویا جائیگا، جیسے کتے کے منہ ڈالنے کی وجہ سے دھویا جاتا ہے۔

(۳)عن ابن عمرؓ أنه قال لا توضؤوا من سور الحمار ولا الكلب ولا السنور.

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا: گدھے، کتے اور بلی کے جھوٹے پانی سے وضو نہ کرو۔

## ج ,,إنها ليست بنجس،، کا فریق ثانی کی طرف سے جواب:

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا قول ,,إنها ليست بنجس،، سے استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیوں کہ آپ کا یہ قول جہاں آپ کے ذکر کردہ معنیٰ کا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


احتمال رکھتا ہے، وہاں اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بلی تمہارا گھر اور بستر وغیرہ میں چلتی پھرتی ہے، لہذا اگر اس کا بدن تمہارے کپڑے سے لگ جائے، یا تمہارے لحاف یا بستر میں گھس جائے تو کپڑے اور لحاف وغیرہ ناپاک نہیں ہوں گے، کیوں کہ اس کا بدن ناپاک نہیں ہے، اور رہی یہ بات کہ اس کا برتن وغیرہ میں منہ ڈالنا موجب نجاست ہے یا نہیں تو اس کا ذکر حدیث میں نہیں ہے، لہذا آپ کا اس حدیث کو استدلال میں پیش کرنا درست نہیں ہے، کیوں کہ یہ حدیث ,,محتمل المعنيين،، ہے اور ایسی حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہوتا۔

سوال ۔۲، صفحہ متن: ۲۴:

۱۴۳۵ھ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ مَنْ لَمْ يُسَمِّ عَلٰى وُضُوْءِ الصَّلٰوةِ فَلَا يُجْزِيْهِ وُضُوْئُهُ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ لَمْ يُسَمِّ عَلٰى وُضُوْئِهِ فَقَدْ أَسَاءَ وَقَدْ طَهُرَ بِوُضُوْئِهِ ذٰلِكَ وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ أَنَّهُ سَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوْئِهِ قَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كَرِهْتُ أَنْ "

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



أَذْكُرَ اللّٰهَ إِلَّا عَلىٰ طَهَارَةٍ.

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب تسمیہ علی الوضوء کے بارے میں ائمہ کے مذاہب مع دلائل لکھئے۔

ج حدیث مہاجر بن قنفذ سے فریقِ ثانی کا طریقِ استدلال تحریر کیجئے، اور بتلائیے کہ فریق اول کی مستدل حدیث کا فریق ثانی کی طرف سے کیا جواب دیا گیا ہے؟

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسکی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے اللہ کا نام نہیں لیا تو کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ جس نے نماز کے لئے کئے جانے والے وضو پر بسم اللہ نہیں پڑھی اسکا وضو کافی نہیں ہوگا۔

اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی ہے اور کہا کہ جس نے وضو کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی اس نے برا کیا، لیکن اس سے اس کو طہارت حاصل ہوگئی اور انہوں نے استدلال کیا اس روایت سے جو مہاجر بن قنفذ سے مروی ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کہ اس نے رسول اکرم ﷺ کو سلام کیا دراں حالیکہ آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے، تو آپ نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا پھر جب آپ ﷺ وضو سے فارغ ہوگئے تو فرمایا تمہارے سلام سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ میں نے بغیر طہارت اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اچھا نہیں سمجھا۔

## ب تسمیہ علی الوضوء کے بارے میں ائمہ کے مذاہب مع دلائل:

(۱) اصحاب ظواہر اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت میں تسمیہ علی الوضوء واجب ہے، اور امام اسحاق بن راہویہ بھی تسمیہ علی الوضوء کے قائل ہیں۔ البتہ ان کے نزدیک سہوا ترک کرنے سے وضو صحیح ہو جائے گا اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور امام احمد بن حنبلؒ کی اظہر روایت یہ ہے کہ تسمیہ علی الوضوء واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

### ائمہ کرام کے دلائل:

اصحاب ظواہر کی دلیل:

أن سعيد بن زيد يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول لا صلوٰة لمن لا وضوء له ولا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه

حضرت سعیدؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسکی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے اللہ کا نام نہیں لیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



### ائمہ اربعہ کی دلیل:

عن المهاجر بن قنفذ أنه سلّم علىٰ رسول الله ﷺ وهو يتوضأ فلم يرد عليه فلما فرغ من وضوئه قال إنه لم يمنعني أن أرد عليك إلا أني كرهت أن أذكر الله إلا علىٰ طهارة.

مہاجر بن قنفذ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا دراں حالیکہ آپؐ وضو فرما رہے تھے تو آپؐ نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا، پھر آپؐ وضو سے فارغ ہو گئے تو فرمایا تمہارے سلام کا جواب دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ میں نے بغیر طہارت اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اچھا نہیں سمجھا۔

### ج حدیث مہاجر بن قنفذ سے فریق ثانی کا طریقِ استدلال:

جمہور علمائے کرام نے اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے حدیث مہاجر بن قنفذ سے استدلال کیا ہے اور طریقہ استدلال یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت مہاجر بن قنفذ نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اس وقت سلام کا جواب نہیں دیا بلکہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد جواب دیا اور فرمایا کہ میں بغیر پاکی کے ذکر اللہ کو پسند نہیں کرتا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے بغیر طہارت سلام کا جواب نہیں دیا تو بسم اللہ جو سلام سے اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے وضو سے پہلے آپ ﷺ نے وہ بھی نہیں پڑھی ہوگی لہٰذا ثابت ہو گیا کہ وضو سے پہلے بسم اللہ واجب نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## فریق ثانی کی طرف سے فریق اول کی مستدل حدیث کا جواب:

فریق اول کی پیش کردہ روایت کے دوسرے جزء یعنی ,,لا وضوء لمن لم یذکر اسم الله علیه ،، میں دو احتمال ہیں پہلا احتمال یہ ہے کہ لا وضوء میں لا جنس کی نفی کے لئے ہو، یعنی عدم تسمیہ کی صورت میں وضو ہی نہیں ہوگا اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ لا کمال کی نفی کے لئے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ عدم تسمیہ کی صورت میں وضو تو ہو جائیگا البتہ اس پر ثواب کا ترتب نہیں ہوگا۔ اور نفی کو نفی کمال کے لئے لینا بکثرت مستعمل ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے۔ عن عبد الله عن النبی ﷺ قال لیس المسکین با لطواف الذی ترده التمرة والتمرتان واللقمة واللقمتان قالوا فمن المسکین قال الذی یستحیی أن یسأل و لایجد ما یغنیه ولا یفطن له فیعطی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسکین وہ نہیں جو گھوم پھر کر لوگوں سے مانگے۔ جسکو ایک دو چھوارے یا ایک دو لقمے لوٹا دیں، صحابہ نے عرض کیا کہ پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ جو مانگنے سے شرماتا ہو اور اپنے پاس اتنا مال بھی نہیں پاتا کہ جو اس کو مانگنے سے بے نیاز کردے اور نہ اس کے بارے میں جانا جاتا ہے پس اسکو خود ہی دیا جائے روایت مذکورہ میں ,,لیس،، نفی کمال کے لئے ہے نفی جنس کے لئے نہیں یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شخص دردر مانگتا پھرے وہ مسکین ہی نہیں اور مسکنت کی حد سے بالکل خارج ہے، یہاں تک کہ اس پر صدقہ کو بالکل حرام کردیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ شخص مسکین کامل نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال ۔۳، صفحہ متن: ۴۰/۴۱

۱۴۳۵ھ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ كَانَ نَازِلًا عَلٰى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمَ فَرَأَتْهُ جَارِيَةٌ وَ هُوَ يَغْسِلُ أَثَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَأَخْبَرَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَزِيْدُ عَلٰى أَنْ أَفْرُكَهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ ذَاهِبُوْنَ إِلٰى أَنَّ الْمَنِيَّ طَاهِرٌ أَنَّهُ لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ وَإِنْ وَقَعَ فِيْهِ وَأَنَّ حُكْمَهُ فِيْ ذٰلِكَ حُكْمُ النُّخَامَةِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ.

سوال:

الف عبارت با اعراب لکھ کر ترجمہ کیجیے۔

ب منی کی طہارت ونجاست کے سلسلہ میں اختلاف ائمہ مدلل لکھیے۔

ج ذاهبون و آخرون کا مصداق متعین کرتے ہوئے بتایئے کہ حدیث مذکور کا فریق ثانی نے کیا جواب دیا ہے؟

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

ہمام بن حارث سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ کے یہاں مہمان

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ہوئے اور ان کو احتلام ہو گیا تو حضرت عائشہؓ کی ایک باندی نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے سے جنابت کا اثر (منی) دھو رہے تھے (یا راوی نے کہا کہ) اپنے کپڑے دھو رہے تھے اور باندی نے اس کی اطلاع حضرت عائشہؓ کو دی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ میں اس سے زیادہ نہیں کرتی تھی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی امام طحاویؒ نے کہا کہ کچھ جانے والے اس طرف گئے ہیں کہ منی پاک ہے اور وہ پانی کو ناپاک نہیں کرتی اگرچہ وہ اس میں گر جائے اور منی کا وہی حکم ہے جو ناک کی رینٹ کا ہے اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی ہے۔

ب منی کی طہارت ونجاست کے سلسلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف مع دلائل:

(۱) امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ منی پاک ہے اور ناک کی رینٹ کے حکم میں ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہ، اور امام مالکؒ، فرماتے ہیں کہ منی ناپاک ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل:

امام شافعیؒ و امام احمدؒ کی دلیل:

عن همام بن الحارث أنه كان نازلا على عائشة ؓ فاحتلم فرأته جارية لعائشة وهو يغسل أثر الجنابة من ثوبه أو يغسل ثوبه فأخبرت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



بذلک عائشةؓ فقالت عائشةؓ لقد رأيتني وما أزيد على أن أفركه من ثوب رسول الله ﷺ.

امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے دلائل:

(۱) عن جابر بن سمرةؓ قال سأل رجل النبي ﷺ أصلي في الثوب الذي أتي فيه أهلي قال نعم إلا أن ترى فيه شيأ فتغسله.

ایک آدمی نے آپؐ سے درخواست کیا کہ میں اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں جس میں میں نے وطی کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا: ہاں مگر یہ کہ تو اس میں کچھ دیکھے تو اس کو دھولے۔

یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ منی ناپاک ہے۔

(۲) عن عائشةؓ قالت كنت أغسل المني من ثوب رسول الله ﷺ فيخرج إلى الصلوة وإن بُقع الماء لفي ثوبه.

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی دھودیا کرتی تھی پھر آپ ﷺ نماز کے لئے اس حال میں باہر تشریف لے جاتے کہ آپؐ کے کپڑوں پر پانی کا دھبہ ہوتا تھا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ منی ناپاک ہے۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ کپڑے کو دھویا کرتی تھیں۔

(۳) جس راستے سے مذی یا ودی وغیرہ نکلتی ہے جو بالاتفاق ناپاک ہے، جس کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے اسی راستے سے منی بھی نکلتی ہے تو وہ بدرجہ اولیٰ ناپاک

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ہوگی کیونکہ اس کے نکلنے سے بالاتفاق غسل واجب ہوجاتا ہے۔

## ج ذاھبون اور آخرون کے مصداق:

ذاھبون سے مراد: امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔

اور آخرون سے مراد: امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ ہیں۔

## فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب:

فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور یعنی حدیث عائشہؓ کا یہ جواب دیا گیا کہ کپڑے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جن کو پہن کر نماز پڑھی جاتی ہے اور دوسرے وہ جن کو پہن کر آرام کیا جاتا ہے اور حدیث مذکور ثیاب نوم سے متعلق ہیں ثیاب صلوۃ سے نہیں اور اگر ثیاب نوم میں کوئی نجاست مثلاً پاخانہ، پیشاب، خون وغیرہ لگ جائے تو اس کپڑے میں سونے میں کوئی مضائقہ نہیں لہٰذا یہ روایت ہمارے خلاف حجت نہیں بن سکتی ہاں یہ روایت ہمارے خلاف اس وقت ہوتی جب ہم ناپاک کپڑے میں سونے کو ناجائز قرار دیتے حالاں کہ ہم بھی ناپاک کپڑے میں سونے کو مباح قرار دیتے ہیں۔

سوال ۔۴، صفحہ متن: ۶۳

۱۴۳۵ھ

عن أبي بن عمارة رضي الله عنه قال يا رسول الله أمسح

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


علـى الخفين ؟قال نعم قال يوما يا رسول الله ؟قال نعم قال ويومين يـا رسـول الـلـه؟ قـال نعم وثلاثا قال وثلاث يا رسول الله؟ قال نعم حتـى بلغ سبعا ثم قال امسح ما بدأ لک فذهب قوم إلى هذا فقا لوا لا تـوقيت للمسح على الخفين فى السفر ولافى الحضر قا لوا وقد شد ذلک ما روى عن عقبة بن عامر قال أبردت من الشام إلى عمرؓ فـخـرجـت مـن الشـام يـوم الـجـمعة ودخلت المدينة يوم الجمعة فـدخـلـت عـلى عمرؓ وعلىّ خفان جرمقانيان فقال متى عهدک يا عـقبة بـخـلـع خـفيک؟ فـقلت لبستهما يوم الجمعة وهذا الجمعة فـقـال أصـبـت السنة قا لوا فقول عمرؓ أصبت السنة يدل أنّ ذلک عـنـده عـن الـنبى صلى الله عليه وسلم لأنّ السنة لا تكون إلا عنه وخالفهم فى ذلک آخرون .

سوال:

الف عبارت کا ترجمہ کیجیے۔

ب مسح علی الخفین میں توقیت وعدم توقیت کی بابت ائمہ کے مذاہب مع دلائل لکھیے۔

ج اور مذکورہ حدیث کا فریق ثانی کی طرف سے کیا جواب دیا گیا ہے تحریر کیجیے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت اُبَی بن عمارہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں خفین پر مسح کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، انہوں نے پوچھا یارسول اللہ ایک دن؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، انہوں نے پوچھا دو دن؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، بلکہ تین دن بھی، انہوں نے پھر پوچھا یارسول اللہ تین دن؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، (وہ اسطرح سوال کرتے رہے اور آپؐ اثبات میں جواب دیتے رہے) یہاں تک کہ سات مرتبہ تک پہنچ گئے پھر آپؐ نے فرمایا جتنے دن چاہو مسح کر سکتے ہو۔

تو کچھ لوگ اس طرف گئے اور انہوں نے کہا کہ مسح علی الخفین کیلئے کوئی مدت متعین نہیں ہے نہ سفر میں اور نہ حضر میں اور کہا کہ اس قول کو حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت سے بھی تقویت ملتی ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے شام سے قاصد بنا کر حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت میں بھیجا گیا میں شام سے جمعہ کے دن نکلا اور (اگلے) جمعہ کے دن مدینہ میں داخل ہوا پھر میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ میرے پیروں میں دو جرمقانی موزے تھے حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا اے عقبہ تمہیں اپنے موزے اتارے ہوئے کتنا زمانہ ہو گیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا میں نے جمعہ کے دن انکو پہنا تھا اور یہ آج دوسرا جمعہ ہے تو حضرت عمرؓ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


نے فرمایا تم نے سنت پر عمل کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا قول: تم نے سنت پر عمل کیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اس لئے کہ سنت کا اطلاق آپ ﷺ ہی کی سنت پر ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں دوسرے فریق نے انکی مخالفت کی ہے۔

## ب مسح علی الخفین میں توقیت وعدم توقیت کی بابت ائمہ کرام کے مذاہب مع دلائل:

مسح علی الخفین کی کوئی متعین مدت ہے یا نہیں اس بارے میں دو مذاہب ہیں:

(۱) امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، لیث بن سعدؒ اور امام شافعیؒ کے ایک قول کے مطابق مسح علی الخفین کی کوئی مدت متعین نہیں ہے ایک مرتبہ خفین پہننے کے بعد جب تک چاہے مسح کر سکتا ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کے نزدیک مسح علی الخفین کی مدت مقیم کے لئے ایک دن، ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن، تین رات ہے۔

### ائمہ کرام کے دلائل:

امام مالکؒ وغیرہ کے دلائل:

(۱) عن أبی بن عمارة رضی الله عنه قال یا رسول الله أمسح علی الخفین؟ قال نعم قال یوما یا رسول الله؟ قال نعم قال ویومین یا رسول الله؟ قال نعم وثلاثا قال وثلاث یا رسول الله؟ قال نعم حتی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


بلغ سبعا ثم قال امسح ما بدا لک.

حضرت اُبی بن عمارہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں خفین پر مسح کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ایک دن؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، انہوں نے پوچھا دو دن؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، بلکہ تین دن بھی، انہوں نے پھر پوچھا یا رسول اللہ تین دن؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، (وہ اسطرح سوال کرتے رہے اور آپ ﷺ اثبات میں جواب دیتے رہے) یہاں تک کہ سات مرتبہ تک پہنچ گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا جتنے دن چاہو مسح کرسکتے ہو۔

(۲) عن عقبة بن عامر قال أبردت من الشام إلى عمرؓ فخرجت من الشام يوم الجمعة ودخلت المدينة يوم الجمعة فدخلت على عمرؓ وعليّ خفان جرمقانيان فقال متى عهدك يا عقبة بخلع خفيك؟ فقلت لبستهما يوم الجمعة وهذا الجمعة فقال أصبت السنة.

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے شام سے قاصد بنا کر حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت میں بھیجا گیا میں شام سے جمعہ کے دن نکلا اور (اگلے) جمعہ کے دن مدینہ میں داخل ہوا پھر میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ میرے پیروں میں دو جرمقانی موزے تھے حضرت عمرؓ نے مجھ سے پوچھا اے عقبہ تمہیں اپنے موزے اتارے ہوئے کتنا زمانہ ہوگیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا میں نے جمعہ کے دن انکو پہنا تھا اور یہ آج دوسرا جمعہ ہے تو حضرت عمرؓ نے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



فرمایا تم نے سنت پر عمل کیا۔

☆ مذکورہ دونوں روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسح علی الخفین کی کوئی مدت متعین نہیں ہے

امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کے دلائل:

(۱) عن علیؓ قال جعل رسول الله ﷺ ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم يعني المسح على الخفين.

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسافر کیلئے تین دن، تین رات اور مقیم کیلئے ایک دن، ایک رات مقرر کی ہیں۔

(۲) عن عبد الله بن مسعودؓ قال كنت جالسا عند النبي ﷺ فجاء رجل من مراد يقال له صفوان بن عسال فقال يارسول الله ﷺ إني أسافر بين مكة والمدينة فأفتني عن المسح على الخفين فقال ثلاثة أيام للمسافر ويوما وليلة للمقيم.

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا پس اتنے میں قبیلہ مراد کا ایک شخص آیا جن کو صفوان بن عسال کہا جاتا تھا اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کرتا ہوں تو مجھ کو مسح علی الخفین کا مسئلہ بتلایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تین دن (اور تین رات) مسافر کیلئے ایک دن اور ایک رات مقیم کیلئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


ج اُبی بن عمارہؓ کی حدیث کا جواب:

حضرت ابی بن عمارہؓ کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے چنانچہ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں ,, وقد اختلف فی اسناده وليس هوبالقوی،،
امام بیہقیؒ ,, کتاب المعرفه ،، میں فرماتے ہیں ,,اسناده مجهول،،
امام دار قطنیؒ اپنی سنن میں لکھتے ہیں کہ یہ اسناد ثابت نہیں اور اس میں عبدالرحمٰن بن رزین ومحمد بن یزید وایوب بن قطن مجہول ہیں۔
امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ,,ليس ينبغي لأحد أن يترك مثل هذه الآثار المتواترة فی التوقيت لمثل حديث أبي بن عمارة،، (درس ترمذی ج۔۱ص۔۳۳۰)

عقبہ بن عامرؓ کی روایت کا جواب:

حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت میں حضرت عمرؓ نے جو فرمایا ,,أصبت السنة،، اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ سنت جس طرح نبی کریم ﷺ کی ہوتی ہے اسی طرح خلفائے راشدین کی بھی ہوتی ہے اور انکی دلیل آپ کا ارشاد ,,عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الرشدين المهدين ،،تو ہوسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مذکورہ حدیث میں اپنی رائے کو سنت سے تعبیر کیا ہو۔
نیز قول صحابی کا سنت ہونا حضرت سعید بن المسیبؒ کے قول سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب ربیعہ الرائےؒ نے ان سے عورتوں کی انگلیوں کی دیت کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


بارے میں سوال کیا گیا تو سعید بن المسیبؒ نے فرمایا تھا کہ مرد کی انگلیوں کی طرح عورت کی انگلیوں کی دیت بھی دس اونٹ ہے اور فرمایا کہ یہ سنت سے ثابت ہے اور سنت سے ان کی مراد حضرت زید بن ثابتؓ کی قول تھی تو اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی اپنی رائے کو سنت سے تعبیر فرمایا ہے لہذا معلوم ہوا کہ یہ حضرت عمرؓ کی ذاتی رائے ہے کوئی مرفوع روایت نہیں ہے۔

نیز حضرت عمرؓ کا یہ قول دیگر متواتر مرفوع روایات کے خلاف ہے لہذا یہ روایت قابل استدلال نہیں ہوگی۔

سوال۔۵، صفحہ متن۔۲۷

۱۴۳۵ھ

أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍؓ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَعَكَ يَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ مَاءٌ؟ قَالَ مَعِيَ نَبِيْذٌ فِيْ إِدَاوَتِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُصْبُبْ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ بِهٖ وَقَالَ شَرَابٌ وَ طَهُوْرٌ.

سوال:

الف ترجمہ کیجئے، نبیذ کا معنی بیان کر کے بتائیے کہ نبیذ کی کونسی قسم مختلف فیہ ہے

ب سفر میں ماء مطلق موجود نہ ہونے کی صورت میں نبیذ تمر سے وضو کے جواز اور عدم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


جواز کے بابت اختلاف ائمہ مع دلائل تحریر کیجیے۔

جواب:

الف حدیث کا ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تشریف لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ابن مسعود! کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ تو ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس مشکیزے میں نبیذ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ڈالو، چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اور فرمایا یہ مشروب اور مطہر ہے۔

☆ نبیذ کا معنی سوال۔۴ جزء (الف) ۱۴۳۸ھ میں گزر چکا۔

نبیذ کی مختلف فیہ قسم:

نبیذ تین قسم پر ہے ان میں ایک قسم مختلف فیہ ہے یعنی وہ نبیذ جس میں مٹھاس تو پیدا ہوگئی ہو البتہ اس میں نشہ نہ آیا ہو اور اسکی رقت بھی باقی ہو اس قسم کی نبیذ سے طہارت حاصل کرنے کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔

ب سفر میں ماء مطلق موجود نہ ہونے کی صورت میں نبیذ تمر سے وضو کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل، سوال۔۴، جزء (ب) ۱۴۳۸ھ میں گزر چکا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال ۔۱، صفحہ متن ۔۱۵

۱۴۳۴ھ

غَيْرَ أَنَّ قَومًا وَقَّتُوا فِي ذٰلِكَ شَيْئًا فَقَالُوا إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ فَقَالَ: إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَلَيْسَ يَحْمِلُ الْخَبَثَ.

سوال :

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔

ب بتلایئے کہ پانی میں نجاست گرنے سے پانی مطلقا نجس ہو جاتا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر؟ یا قلیل وکثیر کے حکم میں فرق ہے؟ اس سلسلہ میں مذاہب ائمہ تحریر کیجیے۔

ج اور بتلایئے کہ جو حضرات قلیل وکثیر کے حکم میں فرق کرتے ہیں ان کے نزدیک قلت وکثرت کا کیا معیار ہے؟ حدیث مذکور کس کی دلیل ہے؟ اور فریق ثانی اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

مگر کچھ لوگوں نے اس سلسلہ میں ایک مقدار متعین کی ہے اور کہا کہ جب پانی دو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



قلوں کی مقدار ہو جائے تو وہ حامل نجاست نہیں ہوتا اور انہوں نے استدلال کیا اس روایت سے جو مروی ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا پانی کے متعلق اور ان گڑھوں کے متعلق جن پر درندے آتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ: جب پانی دو قلوں کی مقدار پہنچ جائے تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا۔

## ب پانی میں نجاست گرنے سے پانی کب ناپاک ہو جاتا ہے؟ اس سلسلہ میں ائمہ کے مذاہب:

علامہ عبدالحی لکھنوی نے اس سلسلے میں پندرہ قول نقل کئے ہیں یہاں ان میں سے تین مشہور قول ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) اصحاب ظواہر کہتے ہیں کہ پانی قلیل ہو یا کثیر اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ نجاست کے اجزاء پانی پر غالب نہ آجائیں یعنی پانی کی رقت و سیلان باقی نہ رہے (یہ قول امام طحاوی نے ذکر نہیں کیا)

(۲) امام مالکؒ، سعید بن المسیبؒ اور ابراہیم نخعی وغیرہ فرماتے ہیں کہ پانی قلیل ہو یا کثیر وقوع نجاست سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ پانی کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، مزہ، بو) میں سے کوئی ایک وصف متغیر نہ ہو جائے۔

(۳) ائمہ ثلاثہؒ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اگر پانی قلیل ہو تو نجاست گرنے سے مطلقاً ناپاک ہو جائیگا خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف متغیر ہو یا نہ ہو اور اگر پانی کثیر ہو تو وقوع نجاست سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی ایک وصف نہ بدل جائے۔

ج پانی کی قلت وکثرت کے معیار کے بارے میں ائمہ کے مذاہب: ۱۴۳۸ھ سوال ۔۱، جزء (ب) میں گذر چکا ہے۔

☆ حدیث مذکور امام شافعیؒ، اور احمد بن حنبلؒ کی دلیل ہے۔

☆ فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب: ۱۴۳۸ھ سوال ۔۱، جزء (ج) میں گذر چکا ہے۔

سوال ۔۲، صفحہ متن ۔۲۷

۱۴۳۴ھ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِبْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَخَذَ بِيَدِهِ فِي وُضُوْئِهِ لِلصَّلَاةِ مَاءً فَبَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيَدِهِ إِلٰى مُؤَخَّرِ الرَّأْسِ ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلٰى مُقَدَّمِهِ قَالَ مَالِكٌ هٰذَا أَحْسَنُ مَاسَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ وَأَعَمُّهُ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب مسح راس میں مقدار مفروض کے بارے میں مذاہب ائمہ تحریر کیجئے اور بتلائیے کہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



حدیث مذکور کس کی دلیل ہے؟

ج احناف کی طرف سے امام طحاوی نے حدیث مذکور کا کیا جواب دیا ہے؟ نیز احناف کی کیا دلیل ہے؟ بوضاحت لکھئے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنیؓ رسول کریم ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ نماز کے واسطے کئے جانے والے وضو کے دوران آپؐ نے اپنے ہاتھوں میں پانی لیا اور آپ ﷺ نے سر کے اگلے حصے سے ابتدا کی پھر اپنے ہاتھ کو سر کے پچھلے حصے تک لے گئے پھر دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے تک واپس لائے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسح رأس کے سلسلے میں میں نے جو روایات سنی ہیں یہ ان میں سب سے اچھی اور سب سے زیادہ عام ہے۔

ب مسح رأس میں مقدار مفروض کے بارے میں ائمہ کے مذاہب:

(۱) امام مالکؒ، امام مزنیؒ اور شیخ ابو علی جبائی کے نزدیک پورے سر کا مسح فرض ہے

(۲) ائمہ ثلاثہؒ اور جمہور علماءؒ فرماتے ہیں کہ سر کے بعض حصے پر مسح کرنے سے فرض ادا ہو جائیگا البتہ پورے سر کا مسح مسنون ہے۔

☆ حدیث مذکور امام مالکؒ امام مزنیؒ وغیرہ کی دلیل ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## ج احناف کی طرف سے امام طحاوی کا فریق اول کی دلیل کا جواب:

احناف کی طرف سے امام طحاوی نے فریق اول کی دلیل کا جواب دیا ہے کہ فریق اول کی پیش کردہ روایت مذکورہ سے استیعاب راس کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ مذکورہ روایت سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے وضو میں پورے سر کا مسح کیا اور یہ محض آپ ﷺ کا فعل ہے اور صرف فعل سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی ہے کیونکہ اگر محض فعل سے فرضیت ثابت ہوتی تو ماقبل باب میں روایات گذری ہیں کہ نبی ﷺ وضو میں تین تین مرتبہ اعضاء کو دھوتے تھے ان روایات سے وضو میں ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے حالانکہ وہاں پر کوئی اس بات کا قائل نہیں ہے اور خود وہ لوگ بھی ایک مرتبہ کو فرض اور بقیہ کو سنت کہتے ہیں تو اسی طرح یہاں بھی محض آپ ﷺ کے فعل سے استیعاب رأس کی فرضیت ثابت نہیں ہوگی۔

## مسح رأس کی مقدار مفروض کے بارے میں احناف کی دلیل:

عن المغيرة بن شعبةؓ عن النبی ﷺ توضأ و علیه عمامة فمسح علیٰ عمامته و مسح بناصیته

یعنی حضرت مغیرة بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا دراں حالیکہ آپؐ کے سر پر عمامہ تھا تو آپ ﷺ نے اپنے عمامے اور سر کے اگلے حصے پر مسح کیا۔

مذکورہ روایت کو امام طحاوی نے دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پورے سر کا مسح فرض نہیں بلکہ ناصیہ کے بقدر سر پر مسح کرنا کافی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال ۔۳، صفحہ متن ۔ ۳۶/۳۵

۱۴۳۴ھ

عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا كَانَ الْفَتْحُ صَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْحَاضِرِينَ يَجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا لِكُلِّ صَلَاةٍ وَاحْتَجُّوا فِي ذَالِكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَخَالَفَهُمْ فِي ذَالِكَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ فَقَالُوا لَا يَجِبُ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ.

سوال:

الف عبارت با اعراب لکھ کر ترجمہ کیجئے۔

ب مقیم پر ہر نماز کے لئے وضو واجب ہونا کس کا مذہب ہے؟ اور حدیث مذکور سے ان کے استدلال کا جمہور نے کیا جواب دیا ہے؟ نیز مذہب جمہور کی کیا دلیل ہے؟

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے، پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ نے ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں، تو ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ مقیمین پر ہر نماز کیلئے وضو کرنا واجب ہے اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور اکثر علماء نے اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



مسئلہ میں انکی مخالفت کی اور کہا کہ وضو صرف حدث کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

ب مقیم پر ہر نماز کے لئے وضو واجب ہونا شیعہ اور اصحاب ظواہر کا مذہب ہے۔

## جمہور کی طرف سے ان کے استدلال کا جواب:

(۱) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ کا ہر نماز کے لئے وضو کرنے کا معمول طلب فضیلت اور استحباب پر عمل کرنے کے لئے ہو، وجوب کی وجہ سے نہ ہو اور" وضوء علی الوضوء،، میں فضیلت ہونے کی دلیل حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے، جس میں آپ نے ابو غطیف ہذلی کے سوال کرنے پر فرمایا کہ میرا" وضوء علی الوضوء،، کرنا سنت نہیں ہے بلکہ محض فضیلت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ لہذا اس توجیہ کے مطابق حضرت بریدہؓ کی روایت سے ,, وضوء علی الوضوء،، کے واجب ہونے پر استدلال صحیح نہیں ہوگا۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ " وضوء لکل صلاۃ،، کا حکم شروع اسلام میں تھا مگر مشقت کی بناء پر بعد میں منسوخ کر دیا گیا اور نسخ کی دلیل حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ کی مذکورہ روایت ہے جس میں واضح طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوّلاً آپ کو ,, وضوء لکل صلاۃ،، کا حکم دیا گیا تھا، خواہ آپ پہلے سے محدث ہوں یا نہ ہوں لیکن بعد میں یہ امر شاق ہونے کی بناء پر منسوخ کر دیا گیا اور اسکی جگہ ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ " وضوء لکل صلاۃ،، اب واجب نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



☆مذہب جمہور کی دلیل: سوال۔۳ جزء (ب) ۱۴۳۶ھ میں گذر چکا ہے۔

سوال۔۴، صفحہ، متن۔۵۷

۱۴۳۴ھ

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ تَذَاكَرَ هُوَ وَ مَرْوَانُ الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الْفَرَجِ فَقَالَ مَرْوَانُ حَدَّثَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْفَرَجِ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذَا الْأَثَرِ وَأَوْجَبُوا الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الْفَرَجِ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا وُضُوءَ فِيهِ۔

سوال:

الف　عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب　مس ذکر کے ناقض وضو ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ لکھتے ہوئے,, قوم و آخرون،، کا مصداق بتایئے۔

ج　فریق ثانی کی اپنے مذہب پر کیا دلیل ہے؟ اور حدیث مذکور سے فریق اول کے استدلال کا فریق ثانی کیا جواب دیتے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت مروان مس فرج کی وجہ سے وضو کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے تو حضرت مروان نے کہا کہ مجھ سے بسرۃ بنت صفوان نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مس فرج کی وجہ سے وضو کا حکم دیتے ہوئے سنا تو کچھ لوگ اس اثر کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے مس فرج کی وجہ سے وضو کو واجب قرار دیا ہے اور دوسروں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی ہے اور کہا کہ مس فرج میں وضو نہیں ہے۔

ب مس ذکر کے ناقض وضو ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف:

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ کے نزدیک مس ذکر ناقض وضو ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک ایک شرط کے ساتھ وہ یہ کہ لمس بباطن الکف ہو اور امام مالکؒ کے نزدیک مذکورہ شرط کے ساتھ اور دو شرط ہے (۱) بغیر حائل ہونا (۲) لذت کے ساتھ ہونا۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، ابراہیم نخعیؒ وغیرہ کے نزدیک مس ذکر مطلقاً ناقض وضو نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## قوم واٰخرون کا مصداق:

قوم سے مراد: ائمہ ثلاثہ اور اسحاق بن راھویہ وغیرہ ہیں۔

اٰخرون سے مراد: امام ابوحنیفہؒ، ابراہیم نخعی، سفیان ثوریؒ وغیرہ ہیں۔

## ج فریق ثانی کی دلیل:

عن قيس بن طلق عن أبيه عن النبي ﷺ أنه سأله رجل فقال يانبي الله : ماترى في مس الرجل ذكره بعدما توضأ؟ فقال النبي ﷺ : هل هو إلا بضعة منك أو مضغة منك.

یعنی قیس بن طلق نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا اور کہا کہ اے اللہ کے نبی آپ کی کیا رائے ہے اس شخص کے بارے میں جو وضو کرنے کے بعد اپنے ذکر کو چھو لے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا نہیں ہے؟

## فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب:

فریق ثانی نے حدیث مذکور کے کئی جواب دیئے ہیں ان میں سے دو جواب یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ روایت مذکورہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ حضرت عروہ نے حضرت بسرہ کی حدیث کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ خاموش رہے تو حضرت عروہ کا اس طرح سر جھکا لینا اور خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت ان کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



نزدیک قابل اعتبار نہیں اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت بسرہ ان کے نزدیک ایسی مضبوط راویہ نہ ہوں کہ اس طرح کے مسئلہ میں ان کی بیان کردہ روایت سے استدلال کیا جائے کیونکہ یہ مسئلہ وضو سے متعلق ہے جس کی ہر مسلمان کو ضرورت پڑتی ہے تو آپ ﷺ اگر کوئی ایسا حکم دیتے تو یہ بات صحابہ کے درمیان مشہور ہوتی اور صحابہ کی ایک بڑی تعداد اس کو بیان کرتی حالانکہ بسرہ کے علاوہ اس کو کسی صحابی نے بیان نہیں کیا۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت عروۃ کا روایت کی طرف توجہ نہ کرنا ان کے نزدیک روایت کے نا قابل اعتبار ہونے کی دلیل ہے اور حضرت عروہ حضرات فقہاء سبعہ میں سے ہیں اگر ان سے کم درجے کا امام الحدیث بھی اس جیسی روایت کو نا قابل اعتبار قرار دیدے تو بھی وہ حدیث ساقط الاعتبار ہو جائے گی تو حضرت عروہ کے اس روایت کا اعتبار نہ کرنے کی وجہ سے تو بدرجہ اولیٰ یہ روایت ساقط الاعتبار ہو جائیگی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عروہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی حضرت بسرہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے مثلاً حضرت ربیعۃ الرائے فرماتے ہیں کہ حدیث بسرہ جیسی حدیث سے تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے کیونکہ اگر خون اور حیض میں ہاتھ ڈالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو ایک پاک عضو کو پکڑنے سے وضو کیسے ٹوٹ جائیگا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ذکر پکڑنے سے اگر مذی خارج ہو جائے تو وضو واجب ہوگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


سوال۔۵، صفحہ متن۔۷۲

۱۴۳۴ھ

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ فِی الرَّضِیعِ یُغسَلُ بَوْلُ الْجَارِیَۃِ وَیُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ فَذَھَبَ قَوْمٌ إِلیٰ التَّفرِیقِ بَینَ حُکمِ بَولِ الغُلَامِ وَبَولِ الْجَارِیَۃِ قَبلَ أَنْ یَأْکُلَا الطَّعَامَ فَقَالُوا بَولُ الْغُلَامِ طَاھِرٌ وَبَولُ الْجَارِیَۃِ نَجِسٌ وَخَالَفَھُمْ فِی ذٰلِکَ آخَرُوْنَ فَسَوَّوْا بَیْنَ بَوْلَیْھِمَا جَمِیْعًا وَجَعَلُوْھُمَا نَجِسَیْنِ.

سوال:

الف عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔

ب شیر خوار بچہ، بچی کے پیشاب کی طہارت ونجاست کے سلسلہ میں اختلاف ائمہ تحریر کیجیے، نیز بتائیے کہ جن لوگوں نے دونوں پیشابوں کے حکم میں فرق کیا ہے ان کے نزدیک وجہ تفریق کیا ہے؟

ج نیز فریق ثانی کی اپنے موقف پر دلیل اور انکی طرف سے فریق اول کے استدلال کا جو جواب دیا گیا ہے تحریر کیجیے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دودھ پینے والے بچے کے بارے میں فرمایا کہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائیگا اور لڑکا کے پیشاب پر پانی کا چھینٹا مارا جائیگا، پس کچھ لوگ فرق کرنے کی طرف گیے ہیں لڑکی اور لڑکا کے پیشاب کے درمیان جب تک وہ کھانا شروع نہ کردے چنانچہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ لڑکا کا پیشاب پاک ہے اور لڑکی کا پیشاب ناپاک ہے، اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے انکی مخالفت کی پس لڑکا اور لڑکی دونوں کے پیشاب کو برابر کہا اور دونوں کو ناپاک قرار دیا۔

ب شیر خوار بچہ اور بچی کے پیشاب کے حکم میں ائمہ کرام کے مذاہب:

(۱) داؤد ظاہری کے نزدیک شیر خوار بچہ کا پیشاب پاک ہے۔

(۲) جمہور اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بول صبی اور صبیہ دونوں ناپاک ہے۔

جن لوگوں نے دونوں پیشاب میں فرق کیا ہے انکی وجہ تفریق:

بچہ کے پیشاب کا مخرج تنگ ہونے کی بناء پر انکا پیشاب ایک جگہ پر گرتا ہے پھیلتا نہیں ہے لھذا صرف اس جگہ پر پانی بہادینا کافی ہوگا اور بچی کے پیشاب کا مخرج کشادہ ہونے کی وجہ سے انکا پیشاب ایک جگہ پر نہیں گرتا بلکہ پھیل جاتا ہے اسلئے ایک جگہ پر پانی بہادینا کافی نہیں ہوگا بلکہ تتبع اور اہتمام کے ساتھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



دھونا ضروری ہوگا اسی لئے آپ ؐ نے دونوں کیلئے الگ الگ الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔(تسہیل الطحاوی ص:۳۱۷)

ج فریق ثانی کا اپنے موقف پر دلیل: ۱۴۳۶ھ سوال۔۴، جزء (ج) میں گذر چکا ہے

## فریق اول کی دلیل کا جواب:

فریق اول کی دلیل میں نضح کے معنی رش کے نہیں ہیں بلکہ صب یعنی پانی بہا دینے کے ہیں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ عرب میں نضح بمعنی صب مستعمل ہے اور اسکی شہادت میں آپ ؐ کا یہ قول بھی موجود ہے ,,إنـی لأعـرف مـدینة ینـضح البحر بـجانبها،، اس میں آپ ؐ نے نضح سے مراد صب یعنی پانی بہانا لیا ہے لھذا یہاں نضح صب اور غسل کے معنی میں ہے پس فریق اول کا اس سے استدلال کرتے ہوئے لڑکا کے پیشاب سے طہارت کیلئے چھینٹا مارنے کو کافی کہنا صحیح نہیں ہے۔

سوال۔۱، صفحہ متن۔۱۰

۱۴۳۳ھ

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَقِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ تُلْقٰی فِیهَا الْجِیَفُ وَالْمَحَائِضُ فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا یُنَجِّسُ وَفِی رِوَایَةٍ إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا یُنَجِّسُهُ شَیْءٌ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰی هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَالُوا: لَا یُنَجِّسُ الْمَاءَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



شَيْئٌ وَقَعَ فِيهِ إِلَّا أَنْ يُغَيِّرَ لَوْنَهُ أَوْ طَعْمَهُ أَوْ رِيْحَهُ وَخَالَفَهُمْ فِي ذَالِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوا: أَمَّا مَا ذَكَرْتُمُوهُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَلَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيهِ.

سوال:

الف  اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب  جس پانی میں نجاست گر جائے اس پانی کے حکم کے بارے میں ائمہ کا اختلاف تحریر کیجئے۔

ج  اور بتلائیے کہ فریق اول کا حدیث بئر بضاعہ سے استدلال کیوں کر صحیح نہیں ہے؟

جواب:

الف  عبارت کا ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بئر بضاعہ کے پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے، تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس کنواں میں، تو مردار جانور، اور حیض کے چیتھڑے ڈالے جاتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور دوسری روایت میں ہے کہ (حضور ﷺ نے فرمایا) پانی پاک ہے کوئی چیز اسکو ناپاک نہیں کرتی۔ تو کچھ لوگ ان آثار کی طرف گئے ہیں، اور اس بات کے قائل ہیں کہ پانی کو کوئی ایسی چیز ناپاک نہیں کرتی جو اس میں گر جائے، مگر یہ کہ وہ پانی کے رنگ یا مزہ یا بو کو بدل دے، چنانچہ جب ان میں سے کوئی وصف بدل گیا تو پانی ناپاک ہو گیا اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


انکی مخالفت کی اور کہا ہے کہ تم نے جو بئر بضاعہ کا ذکر کیا ہے، اس میں تمہارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

ب جس پانی میں نجاست گر جائے اس پانی کے حکم کے بارے میں ائمہ کا اختلاف سوال۔ا، جزء (ب) ۱۴۳۴ھ میں گزر چکا۔

## ج فریق اول کا حدیث بئر بضاعہ سے استدلال صحیح نہ ہونے کی وجہ:

امام طحاویؒ نے اسکی دو وجہ ذکر کیا ہے (ا) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا حدیث بئر بضاعہ کے ذریعہ استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ بئر بضاعہ کی ہیئت و کیفیت کے سلسلہ میں علماء نے اختلاف کیا ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بئر بضاعہ کا معاملہ عام کنوؤں کی طرح نہیں تھا، بلکہ بئر بضاعہ کی طرف سے پانی کا ایک راستہ بنا ہوا تھا، جو باغات تک پہنچتا تھا، اور اسکے پانی کے ذریعہ باغوں کی سیرابی کی جاتی تھی جس بناء پر پانی مستقل ٹھرتا نہیں تھا بلکہ ماء جاری کی طرح نکلتا رہتا تھا، اس بناء پر ہم کہتے ہیں کہ آپ کا حدیث بئر بضاعہ سے استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ بئر بضاعہ کا حکم اور اسی طرح ہر اس جگہ کا حکم جو مذکورہ ہیئت اور صفت پر ہو ماء جاری والا ہوگا، اور ماء جاری کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ وہ وقوع نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا ہاں البتہ اگر نجاست پانی کے اوصاف یعنی رنگ، بو، مزہ پر غالب آجائے یا ایسی صورت ہو کہ جو پانی اس سے لیا گیا ہے اس میں نجاست نکل آئے، تو ان دونوں صورتوں میں ماء جاری ناپاک ہوجائے گا، اس کے علاوہ کسی صورت میں ناپاک نہیں ہوگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



خلاصہ یہ ہے: کہ بئر بضاعہ جو ماء جاری کے حکم میں ہے اس سے ماء راکد میں وقوع نجاست سے ناپاک ہونے یا نہ ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

(۲) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر پانی میں نجاست گر جائے اور اس کے احدالاوصاف بدل دے، تو وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے، اور اس کے قائل آپ یعنی امام مالکؒ بھی ہیں، لیکن جو حدیث بئر بضاعہ آپ نے ذکر کی ہے اس میں اس طرح کی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ تغیر اوصاف ہوا تھا یا نہیں حدیث میں تو صرف اتنی بات بتلائی گئی ہے کہ آپ ﷺ سے بئر بضاعہ کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ بھی بتلا دیا گیا اس میں مردار کتے اور حیض کے کپڑے وغیرہ ڈالے جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا،، إن الماء لا ینجسه شيء،، یعنی پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

بہر حال حدیث میں اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ تغیر اوصاف ہوا تھا یا نہیں، لیکن پھر بھی آپ (امام مالکؒ) نے عدم تغیر اوصاف کا لحاظ کر کے فرمایا کہ بئر بضاعہ کا پانی پاک ہے، حالانکہ یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ بئر بضاعہ ایک چھوٹا سا کنواں تھا جو امام ابوداوٗد کے تصریح کے مطابق چھ ذراع تھا، اور اس میں پانی کم از کم گھٹنوں اور زیادہ سے زیادہ ناف تک آتا تھا، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے اندر مردار اور حیض کے کپڑے وغیرہ ڈالے جائیں اور اس کے اوصاف ثلاثہ متغیر نہ ہوں کیونکہ ایک مردہ کتا بئر بضاعہ جیسے چار پانچ کنوؤں کے برابر کنویں میں ڈال دیا جائے تو وہ پانی کو سڑا دیگا، اور بئر بضاعہ جیسے چھوٹے کنواں میں مردار کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ساتھ حیض کے کپڑے بھی ہوں پھر بھی اوصاف متغیر نہ ہوں یہ محال بات ہے جس کو ہر ذی فہم شخص سمجھ سکتا ہے۔

لہذا حدیث کا یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ صحابہؓ کا آپ ﷺ سے بئر بضاعہ کے متعلق سوال کرنا اور آپ ﷺ کا انکو جواز میں جواب دینا اس وقت تھا جب کہ کنواں میں نجاست نہیں تھی بلکہ نکالا گیا تھا، کیونکہ اگر نجاست کے ہونے کی حالت میں سوال ہوتا تو تغیر اوصاف کی وجہ سے خود امام مالکؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہوتا۔

اور صحابہ کا سوال اس بناء پر تھا کہ زمانہ جاہلیت میں اس کنواں میں گندگیاں ڈالی جاتی تھی، اور اسلام آنے کے بعد ساری نجاستیں نکال کر کنواں کو صاف کردیا گیا تھا یا پھر وجہ یہ تھی کہ وہ کنواں نشیبی زمین میں تھا برسات کے موسم میں بارش کا پانی گندگیاں بہا کر لاتا اور اس میں گرادیتا، لیکن برسات کے بعد ان ساری نجاستوں کو نکال کر کنویں کو صاف کردیا جاتا تھا، پھر نیا پانی آتا تھا، صحابہ نے اس ماء طاری کے بارے میں سوال کیا کیونکہ کنواں کا کیچڑ اور دیوار تو ناپاک تھی تو انہوں نے گمان کیا کہ اسکی وجہ سے ماء طاری بھی ناپاک ہوجائے گا، تو آپؐ نے علی اسلوب الحکیم جواب دیا،، الماء طهور لا ينجسه شئى ،، تو آپؐ کا اس ارشاد کا تعلق ماء طاری سے ہے جو کنویں سے نجاستوں کو نکالے جانے کے بعد آیا ہے، لہذا آپؐ کے ارشاد کا یہ مطلب نکالنا کہ پانی میں نجاست ملنے کے باوجود پانی ناپاک نہیں ہوتا درست نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال۔۲، صفحہ متن۔۲۰

۱۴۳۳ھ

عن أبی هريرةؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم قال إذا ولغ الكلب فی الإناء فا غسلوه سبع مرات وفی رواية محمد بن سرين عن أبی هريرةؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم مثله وزاد وأولٰهن با لتراب فذهب قوم إلی هذا الأثر فقالوا لا يطهر الإناء إذا ولغ فيه الكلب حتی يغسل سبع مرات أولٰهن بالتراب وخالفهم فی ذالک آخرون فقالوا يغسل الإناء من ذالک كما يغسل من سائر النجاسات واحتجوا فی ذالک بما قد روی عن أبی هريرةؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم إذا قام أحدكم من الليل فلا يدخل يده فی الإناء حتی يفرغ عليها مرتين أو ثلاثا فإنه لا يدری أحدكم أين باتت يده.

سوال:

الف ترجمہ کیجیے۔

ب جس برتن میں کتا نے منہ ڈال دیا اس کے طریقۂ تطہیر میں ائمہ کا اختلاف تحریر کیجیے۔

ج بتایئے کہ فریق اول کی پیش کردہ حدیث ابو ہریرہ کا فریق ثانی کی طرف سے کیا جواب ہے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



د اور فریق ثانی نے اپنے دعوی پر اپنی پیش کردہ حدیث ابو ہریرہؓ سے کس طرح استدلال کیا ہے؟

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کو سات مرتبہ دھوؤ اور محمد بن سیرین کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث روایت کی لیکن انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پہلا مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے گا تو کچھ لوگ اس اثر کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ برتن پاک نہیں ہوگا جب اس میں کتا منہ ڈال دے تا آنکہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے اور پہلی مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے گا اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے انکی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ کتا کے منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو اسی طرح دھویا جائے گا جیسے باقی تمام نجاستوں کی وجہ سے دھویا جاتا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی نبی ﷺ سے روایت کردہ حدیث سے استدلال کیا ہے ,, جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ برتن میں اس وقت تک نہ ڈالے جب تک کہ اس پر دو یا تین مرتبہ پانی نہ ڈال لے اس لئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات بھر اسکا ہاتھ کہاں رہا،،۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ب جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کے طریقۂ تطہیر میں ائمہ کرام کا اختلاف: سوال ۔۲، جزء (ب) ۱۴۳۶ھ میں گزر چکا۔

ج فریق ثانی کی طرف سے حدیث ابو ہریرہؓ کا جواب: سوال ۔۲، جزء (ج) ۱۴۳۶ھ میں گزر چکا۔

د فریق ثانی کا حدیثِ ابو ہریرہؓ سے استدلال: سوال ۔۲، جزء (ج) ۱۴۳۶ھ میں گزر چکا۔

سوال ۔۳، صفحۂ متن ۔۳۸

۱۴۳۳ھ

عن رافع بن خديج أن عليا أمر عمارا أن يسأل رسول الله ﷺ عن المذى فقال يغسل مذاكيره و يتوضأ قال أبو جعفر فذهب قوم إلىٰ أن غسل المذاكير واجب على الرجل إذا أمذى وإذا بال واحتجوا فى ذلك بهٰذا الأثر و خالفهم فى ذلك آخرون فقالوا لم يكن فى ذلك من رسول الله ﷺ علىٰ إيجاب غسل المذاكير ولكنه ليتقلص المذى فلا يخرج وقد جاء ت الآثار متواترة بما يدل علىٰ ما قالوا .

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال:

الف عبارت کا ترجمہ کیجئے۔

ب خروج مذی کی صورت میں کیا صرف وضو واجب ہے یا کچھ اور بھی؟ عبارت مذکورہ کی روشنی میں اختلاف ائمہ مدلل تحریر کیجئے۔

ج پھر حنفیہ کی طرف سے مذکورہ حدیث رافع کا جواب لکھئے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کے متعلق دریافت کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا شخص اپنے مذاکیر کو دھوئے اور وضو کرے امام طحاویؒ فرماتے ہیں: تو ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ آدمی کو جب مذی آئے اور وہ پیشاب کرے تو اس پر مذاکیر کا دھونا واجب ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مذاکیر کے دھونے کے واجب ہونے کو بتانے کے لئے نہیں تھا بلکہ اس لئے تھا کہ مذی کا نکلنا بند ہو جائے اور بہت سی ایسی روایات آئی ہیں جو ان کی (فریق ثانی کی) بات پر دلالت کرتی ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ب خروج مذی کی وجہ سے صرف موضع نجاست کا دھونا ضروری ہے یا مذاکیر کو بھی دھونا پڑیگا؟ اس بارے میں ائمہ کرام کے مذاہب مع دلائل:

(۱) امام اوزاعیؒ بعض حنابلہ، اور بعض مالکیہ کے نزدیک ذکر اور خصیتین دونوں دھونا واجب ہے۔

(۲) احناف اور امام شافعیؒ کے نزدیک صرف موضع نجاست کو دھونا واجب ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل:

امام اوزاعی وغیرہ کی دلیل:

عن رافع بن خديج أن عليا أمر عمارا أن يسأل رسول الله ﷺ عن المذى قال يغسل مذاكيره و يتوضأ.

یعنی: حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں دریافت کریں تو آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص اپنے مذاکیر کو دھوئے اور وضو کرے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خروج مذی کی وجہ سے ذکر اور خصیتین کا دھونا واجب ہے اس لئے کہ مذاکیر جمع ہے اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے لہٰذا مذاکیر سے ذکر اور خصیتین دونوں مراد ہوں گے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



احناف وشوافع کے دلائل:

عن عباسؓ قال : قال علی کنت رجلا مذاء فأمرت رجلا يسئل النبی ﷺ فقال فيه الوضوء .

یعنی حضرت عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں ایسا شخص تھا جسکو بہت زیادہ مذی آتی تھی تو میں نے ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرنے کا حکم دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں وضو ہے۔

امام طحاویؒ نے مذکورہ حدیث آٹھ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے اس میں آپؐ نے خروج مذی کی صورت میں صرف وضو کرنے کا حکم دیا ہے تو معلوم ہوا کہ خروج مذی کی وجہ سے صرف وضو ہی واجب ہوگا اور رہا مخرج کا دھونا تو وہ نجاست لگنے کی وجہ سے ہے مذی کی وجہ سے نہیں اور ظاہری بات ہے کہ نجاست لگنے کی وجہ سے صرف موضع نجاست کا دھونا کافی ہوگا اس کے علاوہ کسی دوسرے حصے کا دھونا واجب نہیں ہوگا۔

ج حنفیہ کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب:

حنفیہ کی طرف سے حدیث مذکور کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے مذاکیر کو دھونے کا حکم بطور تطہیر نہیں دیا تھا بلکہ اس لئے دیا تھا کہ پانی کی ٹھنڈک کی وجہ سے عضو کا انتشار ختم ہوجائیگا اور مذی کا نکلنا بند ہوجائیگا جیسا کہ ہدی کے جانور کے بارے میں ہے کہ اگر اس کے تھن میں دودھ اتر آئے تو اس کے تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑکنے کا حکم ہے تاکہ دودھ کا اترنا بند ہوجائے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال ۔۴، صفحۂ متن ۔۵۶

۱۴۳۳ھ

وقد فرق قوم بين لحوم الغنم ولحوم الإبل فأوجبوا في أكل لحوم الإبل ولم يوجبوا ذلك في أكل لحوم الغنم واحتجوا في ذلك بما روى عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ قال سئل رسول الله ﷺ أنتوضأ من لحوم الإبل ؟ قال نعم قيل أنتوضأ من لحوم الغنم قال لا وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا يجب الوضوء للصلاة بأكل شئ من ذلك

سوال:

الف "قوم و آخرون" کا مصداق بتاتے ہوئے مذکورہ اختلاف بوضاحت لکھئے۔

ب فریق اول کی پیش کردہ حدیث سے لحوم ابل اور لحوم غنم کے حکم میں فرق واضح ہے پھر بھی فریق ثانی کے اس فرق کا انکار کرنے کی وجہ کیا ہے؟

ج اور عدم فرق کے سلسلہ میں نظر طحاوی بھی تحریر کیجئے۔

جواب:

الف "قوم و آخرون" کا مصداق:

"قوم" سے مراد: امام احمدؒ، اسحاق ابن راہویہؒ ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


" آخرون " سے مراد: امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک اور جمہور فقہاء ومحدثین ہیں۔

## مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ کرام:

(۱) امام احمدؒ، اسحاق ابن راھویہؒ کے نزدیک اونٹ کا گوشت خواہ پکا ہوا ہو یا کچا ہو ناقض وضو ہے اور بکری کے گوشت میں یہ تفصیل ہے کہ کچا ہونے کی صورت میں ناقض وضو نہیں ہے اور پکا ہوا ہونے کی صورت میں دو قول ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے نزدیک دیگر جانوروں کی طرح اونٹ کے گوشت کا کھانا بھی ناقض وضو نہیں ہے۔

## فریق ثانی کے وجوہ انکار:

(۱) فریق ثانی کہتا ہے کہ وہاں غسل سے مراد غسل ید ہے وضو شرعی مراد نہیں ہے۔

(۲) اونٹ کے گوشت کے اندر چکنائی زیادہ ہوتی ہے، نیز اس میں ایک خاص قسم کی بو ہوتی ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس کے ازالہ کے لئے ہاتھ، منھ دھونے کا حکم فرمایا ہو اور بکری کے گوشت میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوتی اس لئے وہاں یہ حکم نہیں دیا۔

(۳) فریق اول کی یہ حدیث منسوخ ہے جابرؓ کی اس حدیث سے جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ کا آخری عمل ,, ترک الوضوء مما مست النار ،، تھا اور چوں کہ اونٹ کا گوشت بھی ما مست النار میں داخل ہے لہذا یہ روایت منسوخ ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


ج عدم فرق کے بارے میں نظر طحاوی:

تمام مسائل میں اونٹ اور بکری کا حکم یکساں ہے مثلا دونوں کی بیع جائز ہے اسی طرح دونوں کا دودھ پینا اور گوشت کھانا بھی جائز ہے، لہذا قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ وضو کے سلسلہ میں بھی دونوں کا حکم یکساں ہو تو جس طرح بکری کا گوشت ناقض وضو نہیں ہے اسی طرح اونٹ کا گوشت بھی ناقض وضو نہیں ہونا چاہئے۔

سوال۔۵، صفحہ متن۔۴۷

۱۴۳۳ھ

عن ابن عباسؓ أن ابن مسعودؓ خرج مع رسول الله صلى الله عليه و سلم ليلة الجن فسأله رسول الله ﷺ أمعك يا ابن مسعود ماء؟ قال معي نبيذ في إداوتي فقال رسول الله ﷺ أصبب علىّ فتوضأبه وقال شراب و طهور قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن من لم يجد إلا نبيذ التمر في سفره توضأبه و ممن ذهب إلى ذالك أبو حنيفةؒ وخالفهم في ذالك آخرون فقالوا لا يتوضأ بنبيذ التمر ومن لم يجد غيره تيمم ولا يتوضأبه وممن ذهب إلى هذا القول أبو يوسف.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


سوال:

الف نبیذ کا معنی بیان کر کے اسکے اقسام مع حکم تحریر کیجئے۔

ب اور بتائیے کہ نبیذ کی کونسی قسم مختلف فیہ ہے اختلاف ائمہ مدلل تحریر کیجئے۔

جواب:

الف نبیذ کا معنی: سوال۔۴، جزء (الف) ۱۴۳۸ھ میں گزر چکا۔

نبیذ کے اقسام مع حکم:

نبیذ تین قسم پر ہیں

(۱) وہ نبیذ جس میں مٹھاس اور نشہ پیدا نہ ہوا ہو اور اسکی رقت باقی ہو اس قسم کی نبیذ سے بالاتفاق وضو کرنا جائز ہے۔

(۲) وہ نبیذ جس میں مٹھاس اور نشہ پیدا ہو گیا ہو اور اسکی رقت بھی باقی نہ رہی ہو اس قسم کی نبیذ سے بالاتفاق وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) وہ نبیذ جس مین مٹھاس تو پیدا ہو گئی ہو البتہ اس میں نشہ نہ آیا ہو اور اسکی رقت بھی باقی ہو اس قسم کی نبیذ سے طہارت حاصل کرنے کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔

ب نبیذ کی مختلف فیہ قسم کا بیان: سوال۔۵، جزء (الف) ۱۴۳۵ھ میں اور اور اس میں ائمہ کرام کا اختلاف مع دلائل: سوال۔۴، جزء (ب) ۱۴۳۸ھ میں گزر چکا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel: New Madarsa



سوال ۔ا، صفحہ، متن ۔۱۰

۱۴۳۲ھ

أذكر فيه الآثار المأثورة عن رسول الله ﷺ في الأحكام التي يتوهم أهل الإلحاد والضعفة من أهل الإسلام أن بعضها ينقض بعضا لقلة علمهم بناسخها من منسوخها وما يجب به العمل منها لما يشهد له من الكتاب الناطق والسنة المجتمع عليها.

**سوال:**

**الف** اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

**ب** متعارض احادیث میں رفع تعارض کے دو اصول عبارت میں مذکور ہیں آپ دونوں کی وضاحت کریں۔

**جواب:**

**الف** **عبارت کا ترجمہ:**

(امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ) میں اس کتاب کے اندر ان احادیث کو ذکر کروں گا جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان احکامات سے متعلق جن کے بارے میں ملحدین اور اہل اسلام میں سے کمزور ایمان والے (منکرین حدیث) یہ وہم کرتے ہیں کہ احکام خدا میں سے بعض بعض کے ساتھ متعارض ہیں اپنے نہ جاننے کی وجہ سے ناسخ اور منسوخ کو اور ان حدیثوں کو جن پر عمل کرنا واجب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


ہے کتاب اللہ اور متفق علیہ احادیث کی شہادت اور تائید کرنے کی وجہ سے۔

ب عبارت مذکور میں ذکر کردہ دو اصول کی مکمل وضاحت:

مذکورہ عبارت میں متعارض احادیث کے درمیان رفع تعارض کے دو اصول بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) الناسخ والمنسوخ یعنی اگر دو حدیثوں کے درمیان تعارض ہو جائے تو اس تعارض کو دور کرنے کی ایک صورت ناسخ و منسوخ کو جاننا ہے لہٰذا جو حدیث مقدم ہوگی وہ منسوخ ہو جائیگی اور جو حدیث موخر ہوگی وہ ناسخ ہوگی جیسے وضو ,,مما مست النار،، والی حدیث جو بہت سے صحابہ سے مروی ہے ان میں ایک روایت یہ ہے ,,عن أبی هريرةؓ يقول سمعت رسول الله ﷺ توضؤوا مما مست النار،، یعنی حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس چیز کو آگ نے چھویا ہو اس کی وجہ سے وضو کرو لیکن اسکے خلاف دوسری روایت بھی ہے ,,عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ أكل كتف شاة ثم صلّیٰ ولم يتوضأ،، یعنی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

اب دونوں حدیثوں میں تعارض واقع ہوا تو تعارض کو دفع کرنے کا ایک قاعدہ ناسخ و منسوخ ہے چنانچہ جو مقدم ہوگا وہ منسوخ ہوگا اور جو مؤخر ہوگا وہ ناسخ ہوگا۔

لہٰذا ہم نے اس میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ حدیث ابو ہریرہ مقدم ہے اور حدیث بن عباس مؤخر ہے کیونکہ حضرت جابرؓ سے ایک اثر مروی ہے کہ حضرت جابرؓ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



فرماتے ہیں کہ حضور کے دو حکموں میں سے آخری حکم ,,مما مست النار،، سے وضو ترک کرنے کا ہے پس حدیث ابو ہریرہ منسوخ ہوگی اور حدیث ابن عباس ناسخ ہوگی۔

(۲),,عرف الآثار التي يجب بها العمل في صورة التعارض،،

یعنی جب دو حدیثوں کے درمیان تعارض واقع ہو تو اس کو دور کرنے کے لئے دوسرا طریقہ معمول بہا روایت کو جاننا جس کی تائید کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ مجمع علیھا سے ہو جیسے استنجاء بالاحجار کے مسئلہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ڈھیلے سے استنجاء کرے اسکو چاہئے کہ طاق عدد استعمال کرے یعنی مذکورہ حدیث سے استنجاء میں طاق عدد کے استعمال کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس کے برخلاف دوسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ,,عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ من استجمر فليوتر من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج" (یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ڈھیلے سے استنجاء کرے اس کو چاہئے کہ طاق عدد میں کرے جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا اس پر کوئی حرج نہیں) یعنی مذکورہ حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ استنجاء میں طاق عدد کا استعمال ضروری نہیں پس دونوں حدیثوں کے درمیان تعارض واقع ہوا اب دفع تعارض کی دوسری صورت یہ ہے کہ کتاب یا سنت رسول اللہ مجمع علیھا جس کی تائید کرے گی وہ معمول بہا ہوگی لہذا مذکورہ اصل کی بنیاد پر دوسری روایت معمول بہا ہے کیونکہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


حضرت ابن مسعودؓ سے مروی اس فعل رسول علیہ ﷺ سے اس کی تائید ہوتی ہے، جس میں اس کی صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ کو تین ڈھیلا لانے کے لئے بھیجا، تو انہوں نے دو پتھر اور ایک لید لایا تو رسول اللہ ﷺ نے دو پتھر لے لیا اور لید کو پھینک دیا اور ارشاد فرمایا کہ وہ ناپاک ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ استنجاء میں طاق عدد ضروری نہیں۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ دو پتھر سے استنجاء نہ کرتے بلکہ ابن مسعود کو ایک اور پتھر لانے کا حکم کرتے حالانکہ ایسا نہیں کیا۔

سوال۔۲، صفحہ متن۔۱۵

۱۴۳۲ھ

غير أن قوما وقتوا في ذلك شيئا فقالوا إذا كان الماء مقدار قلتين لم يحمل خبثا و احتجوا في ذلك بما روى عن عبد الله بن عمر أن رسول الله ﷺ سئل عن الماء و ما ينوبه من السباع فقال إذا بلغ الماء قلتين فليس يحمل الخبث فكان من الحجة عليهم لأهل المقالة التي صححناها أن هاتين القلتين لم يبين لنا في هذه الآثار ما مقدارهما فقد يجوز أن يكون مقدارهما قلتين من قلال هجر كما ذكرتم و يحتمل أن تكونا قلتين أريد

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



بهاقلتاالرجل وهی قامته فأريد إذا كان الماء قلتين أی قامتين لم يحمل نجسا لكثرته ولأنه يكون بذلك فی معنی الأنهار.

سوال:

الف پانی میں نجاست گرنے کی صورت میں پانی کے قلیل وکثیر ہونے کے اعتبار سے حکم میں کیا فرق ہے؟

ب کثرت کا معیار قلتین کو قرار دینے پر شوافع کی دلیل اور اس پر احناف کے اعتراض کی وضاحت کیجیے۔

ج نیز بتلایئے کہ حنفیہ کے یہاں قلت وکثرت کا کیا معیار ہے؟

جواب:

الف پانی میں نجاست گرنے کی صورت میں پانی کے قلیل وکثیر ہونے کے اعتبار سے حکم میں فرق:

ائمہ ثلاثہ اور جمہور کے نزدیک دونوں کے حکم میں فرق ہے یعنی اگر پانی کم ہو تو نجاست گرنے سے مطلقا ناپاک ہو جائیگا، خواہ اوصاف ثلثہ (رنگ، بو، مزہ) کا تغیر ہو یا نہ ہو اور اگر پانی کثیر ہو تو وقوع نجاست سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ پانی کے اوصاف میں سے کوئی ایک وصف نہ بدل جائے۔

بخلاف امام مالک، سعید بن المسیب اصحاب ظواہر کے نزدیک پانی کے قلیل اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کثیر ہونے کے اعتبار سے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن امام مالکؒ، سعید بن المسیب، وغیرہ کہتے ہیں کہ پانی خواہ قلیل ہو یا کثیر اس وقت تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ پانی کے اوصاف ثلثہ میں سے کوئی ایک وصف متغیر نہ ہو جائے۔

اور اصحاب ظواہر کہتے ہیں کہ پانی قلیل ہو یا کثیر اس وقت تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک نجاست کے اجزاء پانی پر غالب نہ آجائیں، یعنی پانی کی رقت وسیلان باقی رہے۔

ب پانی کی کثرت کا معیار قلتین کو قرار دینے پر شوافع کی دلیل اور اس پر احناف کا اعتراض:

پانی کی کثرت کا معیار شوافع نے قلتین کو قرار دیا ہے، اور دلیل کے طور پر حضرت ابن عمر کی حدیث یعنی ,,عن عبد الله بن عمرؓ أن رسول الله ﷺ سئل عن الماء وماينوبه من السباع فقال إذا بلغ الماء قلتين فليس يحمل الخبث،، پیش کیا گیا ہے لیکن احناف نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ شوافع نے استدلال کے طور پر جو حدیث پیش کی ہے وہ معناً، متناً، سنداً، مصداقاً ہر اعتبار سے مضطرب ہے اور محدثین کے نزدیک مضطرب حدیث کو قابل استدلال شمار نہیں کیا جاتا ہے لہٰذا مذکورہ حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں ہو سکتا ہے۔

اس بارے میں تفصیلی گفتگو ۱۴۳۸ھ سوال:۱، جزء (ج) میں گذر چکی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ج حنفیہ کے نزدیک قلت وکثرت کے معیار کے بارے میں تین اقوال ہیں اسکو ۱۴۳۸ھ سوال نمبر۔۱، جزء نمبر (ب) میں ذکر کیا گیا ہے۔

سوال۔۳، صفحہ متن۔۲۲/۲۱

۱۴۳۲ھ

عن عبدالله بن سرجسؓ قال نهى رسول الله ﷺ أن يغتسل الرجل بفضل المرأة والمرأةبفضل الرجل ولكن يشرعان جميعا فذهب قوم إلى هذا فكرهوا أن يتوضأ الرجل بفضل المرأة أو تتوضأ المرأة بفضل الرجل وخالفهم فى ذالک آخرون فقالوا لابأس بهذا كله وكان مما احتجوابه فى ذالک ما روت معاذة عن عائشةؓ قالت كنت أنا و رسول الله ﷺ نغتسل من إناء واحد قال أبو جعفر فلم يكن فى هذا عندنا حجة على ما يقول أهل المقالة الأولى لانه قد يجوز أن يكون كانا يغتسلان جميعا وانما التنازع بين الناس إذا ابتدأ أحدهما قبل الآخر.

سوال:

الف ,,فضل الرجل وفضل المرأة،، سے کیا مراد ہے؟ مسئلۂ باب میں جمہور کا مذہب کیا ہے؟ لکھئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ب اوران کی دلیل پر طحاوی کے اعتراض کی وضاحت کے بعد ایسے آثار پیش کیجئے جن سے مرد وعورت میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے طہارت حاصل کرنا ثابت ہو۔

جواب:

الف ,, فضل الرجل و فضل المرأة،، سے مراد:

یہاں اس سے مراد: مرد وعورت کے وضو یا غسل سے بچا ہوا پانی ہے۔

مسئلۂ باب میں جمہور کا مذہب:

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور جمہور فقہاء کے نزدیک مرد کا فضلہ عورت کے لئے اور عورت کا فضلہ مرد کے لئے مطلقا جائز ہے۔

ب جمہور کی دلیل پر امام طحاویؒ کا اعتراض:

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ,, خالفهم،، کے بعد جو روایت ہم نے ذکر کیا ہے وہ بظاہر جمہور کی دلیل نہیں بن سکتی کیوں کہ اس روایت سے مرد وعورت کے ایک ساتھ طہارت کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور ہمارا اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب دونوں میں سے ایک پہلے طہارت حاصل کرے اس کے بعد دوسرا اس کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرے، لہذا یہ روایت جمہور کے مذہب کے ثبوت میں صریح نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## جمہور کے مذہب کے ثبوت پر صریح آثار:

(۱)عن ام صبية الجهنية قال وزعم أنها قد أدركت وبايعت رسول الله ﷺ قالت اختلفت يدى ويدرسول الله ﷺ فى الوضوء من إناء واحد.

یعنی حضرت ام صبیہ جہنیہ سے روایت ہے اور انکا دعوی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پایا ہے اور آپؐ سے بیعت بھی کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک برتن سے وضو کرنے میں میرا ہاتھ اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ آگے پیچھے ہوتا رہا۔

(۲)عن عائشةؓ أنها والنبى ﷺ كانا يغتسلان من إناء واحد يغترف قبلها وتغترف قبله.

یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے کبھی آپ مجھ سے پہلے چلو بھر لیتے اور کبھی میں آپؐ سے پہلے چلو بھر لیتی۔

(۳)عن ابن عباسؓ أن بعض أزواج النبى ﷺ اغتسلت من جنابة فجاء النبى ﷺ يتوضأ فقالت له فقال إن الماء لا ينجسه شيء.

یعنی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے جنابت کا غسل کیا، نبی ﷺ آ کر اس پانی سے وضو کرنے لگے تو انہوں نے آپ کو بتایا کہ میں نے اس پانی سے جنابت کا غسل کیا ہے تو آپ نے فرمایا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال-۴، صفحہ متن-۳۵

۱۴۳۲ھ

عن بريدة أن النبى ﷺ كان يتوضأ لكل صلاة فلما كان الفتح صلى الصلوات بوضوء واحد فذهب قوم إلى أن الحاضرين يجب عليهم أن يتوضئوا لكل صلاة واحتجوا فى ذالك بهذا الحديث. وخالفهم فى ذالك أكثر العلماء فقالوا لا يجب الوضوء إلا من حدث، واحتجوا بما روى عن جابر قال ذهب رسول الله ﷺ إلى امرأة من الأنصار ومعه أصحابه فقربت لهم شاة مصلية فأكل وأكلنا ثم حانت الظهر فتوضأ وصلى ثم رجع إلى فضل طعامه فأكل ثم حانت العصر فصلى ولم يتوضأ.

سوال:

الف عبارت کا ترجمہ کیجئے۔

ب مقیم پر ,,وضوء لكل صلاة،، کے وجوب کے لئے حدیث بریدہ سے استدلال کی وضاحت کرکے جمہور کے مسلک کو بھی مدلل کیجئے۔

ج پھر بتائیے کہ امام طحاویؒ نے حدیث بریدہ کو کس معنی پر محمول کیا ہے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## جواب:

### الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کیلئے وضو کیا کرتے تھے، پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپؐ نے ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں۔

پس ایک قوم اس بات کی طرف گئی کہ مقیم لوگوں پر ہر نماز کیلئے وضو کرنا واجب ہے اور اس بارے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے، اور ان کی مخالفت کی ہے اس بارے میں اکثر علماء نے، انہوں نے فرمایا کہ وضو صرف حدث کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، اور استدلال کیا اس حدیث سے جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ ایک انصاری عورت (عمرہ بنت حزام) کے گھر تشریف لے گئے اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کے صحابہ بھی تھے تو اس انصاریہ نے ایک بھنی ہوئی بکری ان لوگوں کے سامنے پیش کی چنانچہ آپؐ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا، پھر ظہر کا وقت ہو گیا تو آپؐ نے وضو کر کے نماز پڑھی، پھر بچے ہوئے کھانے کی طرف متوجہ ہوئے اور تناول فرمایا، پھر عصر کا وقت ہو گیا تو آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

ب مقیم پر وضو لکل صلاۃ کے وجوب کیلئے حدیث بریدہ سے استدلال اور جمہور کا اپنے مسلک پر دلیل: ۱۴۳۶ھ سوال۔۳، جزء (ب) میں گذر چکا۔

ج حدیث بریدہ کا محمل: ۱۴۳۴ھ سوال۔۳، جزء (ب) میں گذر چکا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال۔۵،صفحہ متن:۴۴

۱۴۳۲ھ

قال أبو جعفر فلما اختلف فيه هذا الإختلاف ولم يكن فيمارويناه عن رسول الله ﷺ دليل على حكمه كيف هو اعتبرنا ذلك من طريق النظر فوجدنا خروج المنى حدثا أغلظ الأحداث فأردنا أن ننظر فى الأشياء التى خروجها حدث فرأينا الغائط والبول خروجهما حدث وهمانجسان فى أنفسهماوكذلك دم الحيض والاستحاضة هما حدث وهما نجسان فى أنفسهما فلما ثبت بما ذكرنا أن كل ما كان خروجه حدثا فهو نجس فى نفسه و قد ثبت أن خروج المنى حدث ثبت أيضا أنه فى نفسه نجس.

سوال:

الف منی کی طہارت ونجاست کے سلسلہ میں ائمہ کے مذاہب لکھئے اور بتایئے کہ کپڑے پر لگی ہوئی منی کے تر اور خشک ہونے کی صورت میں حنفیہ کے یہاں طریقۂ تطہیر میں کیا فرق ہے؟

ب پھر مذکورہ نظر طحاوی کی وضاحت کیجئے۔

جواب:

الف منی کی طہارت ونجاست کے بارے مین ائمہ کے مذاہب کو ۱۴۳۵ھ سوال۔۳،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


جزء (ب) کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

## منی کے تر اور خشک ہونے کی صورت میں احناف کے نزدیک طریقۂ تطہیر:

اگر کپڑے پر لگی ہوئی منی خشک ہے تو کھرچ دینا کافی ہے دھونا ضروری نہیں ہے اور اگر تر ہے تو دھونا ضروری ہے۔

## ب نظر طحاوی کی وضاحت:

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جب اس مسئلہ میں اتنا اختلاف ہے اور رسول اللہ ﷺ سے جو روایات نقل کی گئیں ہیں ان میں منی کے حکم پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے کہ اس کا کیا حکم ہے تو ہم نے اس کو نظر کے طریقہ سے جانچا اور ان اشیاء میں غور کیا جن کا خروج حدث ہے فی نفسہ انکا کیا حکم ہے تو ہم نے دیکھا کہ پیشاب اور پاخانے کا خروج حدث ہے اور یہ دونوں فی نفسہ ناپاک بھی ہیں اور اسی طرح دم حیض اور استحاضہ دونوں حدث ہیں اور فی نفسہ ناپاک بھی ہیں اور دم عروق بھی قیاس کے اعتبار سے ایسا ہی ہے جب مذکورہ تفصیل سے ثابت ہو گیا کہ ہر وہ چیز جس کا خروج حدث ہے وہ فی نفسہ ناپاک ہے اور یہ بات پہلے ثابت ہو چکی ہے کہ خروج منی حدث ہے تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ منی فی نفسہ ناپاک ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa

سوال۔۶، صفحہ متن: ۷۲

۱۴۳۲ھ

عن علی رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم أنّه قال فی الرضیع یغسل بول الجاریة وینضح بول الغلام . قال أبو جعفر فذهب قوم إلی التفریق بین حکم بول الغلام وبول الجاریة قبل أن یأکلا الطعام فقالوا بول الغلام طاهر وبول الجاریة نجس وخالفهم فی ذلک آخرون فسووا بین بولیهما جمیعا وجعلوهما نجسین وقالوا قد یحتمل قول النبی صلی الله علیه وسلم بول الغلام ینضح إنّما أراد بالنضح صب الماء علیه فقد تسمی العرب ذلک نضحا ومنه قول النبی صلی الله علیه سلم إنی لأعرف مدینة ینضح البحر بجانبها .

سوال:

الف مسئلۂ باب کی وضاحت کیجئے۔

ب اختلاف مع دلائل لکھ کر بتایئے کہ جب بول غلام اور بول جاریہ کا حکم یکساں ہے تو ایک کیلئے غسل اور دوسرے کیلئے نضح کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا؟

جواب:

الف مسئلۂ باب کی وضاحت: ۱۴۳۶ھ سوال۔۴، جزء (ج) کے ملاحظہ کے تحت بیان

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کیا گیا ہے۔

ب مسئلہ باب میں اختلاف مع دلائل: ۱۴۳۶ھ سوال۔۴، جزء(ج) میں گذر چکا ہے۔

☆ بول غلام اور بول جاریہ کا حکم یکساں ہونے کے باوجود دونوں کے طہارت کیلئے الگ الگ لفظ استعمال کرنے کی وجہ: ۱۴۳۴ھ سوال۔۵، جزء(ب) میں گذر چکی ہے۔

سوال۔۱، صفحہ متن: ۱۱/۱۰

۱۴۳۱ھ

عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ كان يتوضأ من بئر بضاعة فقيل يا رسول الله ﷺ أنه تلقى فيها الجيف والمحائض فقال إن الماء لاينجس فذهب قوم إلىٰ هذا فقالوا لا ينجس الماء شئ وقع فيه إلا أن يغير لونه أو طعمه أو ريحه فأى ذلك إذا كان فقد نجس الماء وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا : أما ما ذكرتموه من بئر بضاعة فلا حجة لكم فيه .

سوال:

الف جس پانی میں نجاست گر جائے اس کے حکم کے بارے میں ائمہ کرام کے اختلاف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa

تحریر کیجیے۔

ب قوم و اٰخرون کا مصداق بتایئے؟ بقول فریق ثانی فریق اول کا حدیث بئر بضاعة سے استدلال کیوں کر صحیح نہیں ہے؟ اسکی وضاحت کر کے فریق ثانی کے اپنے دعوی پر پیش کردہ دلائل میں سے کوئی ایک دلیل پیش کیجیے۔

**جواب:**

**الف** جس پانی میں نجاست گر جائے اسکی پاکی اور ناپاکی کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ۱۴۳۴ھ سوال۔۱، جزء (ب) کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

**ب** **قوم واٰخرون کا مصداق:**

قوم سے مراد: امام مالکؒ سعید بن المسیب، اور ابراہیم نخعی وغیرہ ہیں۔

آخرون سے مراد: ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء ہیں۔

☆ فریقِ اول کا حدیثِ بئر بضاعة سے استدلال کیوں کر صحیح نہیں ہے: یہ ۱۴۳۳ھ سوال نمبر۔۱، جزء (ج) میں گذر چکا ہے۔

**فریق ثانی کی دلیل:**

عن أبی هریرةؓ عن رسول الله ﷺ لا یبولن أحدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه.

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی پیشاب نہ کرے ایسے ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو پھر اس پانی سے غسل کرے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال۔۲، صفحہ متن: ۲۰

۱۴۳۱ھ

عن أبي هريرةؓ عن النبي ﷺ قال إذا ولغ الكلب في الإناء فاغسلوه سبع مرات فذهب قوم إلى هذا الأثر فقالوا لا يطهر الإناء إذا ولغ فيه الكلب حتى يغسل سبع مرات أولاهن بالتراب وخالفهم في ذالك آخرون فقالوا يغسل الإناء من ذالك كما يغسل من سائر النجاسات واحتجوا في ذالك بماقد روى أن أبا هريرةؓ كان يقول قال رسول الله ﷺ إذا قام أحدكم من الليل فلا يدخل يده في الإناء حتى يفرغ عليها مرتين أو ثلاثا فإنه لايدرى أحدكم أين باتت يده.

سوال:

الف جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کے طریقہ تطہیر کے بارے میں اختلاف ائمہ لکھیے۔

ب قوم اور آخرون کا مصداق بتایئے۔

ج اور بتایئے کہ فریق ثانی نے اپنے دعوی پر پیش کردہ اثر سے کس طرح استدلال کیا ہے اور فریق اول کی پیش کردہ حدیث ابوہریرہؓ کا کیا جواب دیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کے طریقۂ تطہیر میں ائمہ کرام کا اختلاف سوال ۔۲، جزء (ب) ۱۴۳۶ھ میں گزر چکا۔

ب قوم اور آخرون کا مصداق:

قوم سے مراد: امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد، اسحٰق، اوزاعی، ابو ثور، ابو عبید، داؤد وغیرہ ہیں۔

آخرون سے مراد: امام ابو حنیفہؒ، ابو یوسف، محمد، اور انکے متبعین ہیں۔

ج فریق ثانی کا اپنے دعوی پر پیش کردہ اثر سے طریق استدلال اور فریق اول کی پیش کردہ حدیث ابو ہریرہؓ کا جواب سوال ۔۲، جزء (ج) ۱۴۳۶ھ میں گزر چکا۔

سوال ۔۳، صفحہ متن: ۴۴/۴۰

۱۴۳۱ھ

عن زيد بن خالد الجهنى أنه سأل عثمان بن عفانؓ عن الرجل يجامع فلا ينزل قال : ليس عليه إلا الطهور ثم قال سمعته عن النبى ﷺ وعن أبى سعيدؓ أن رسول الله ﷺ قال الماء من الماء قال أبو جعفر: فذهب قوم إلىٰ أن من وطئ فى الفرج فلم ينزل فليس عليه غسل و خالفهم فى ذٰلك آخرون فقالوا : عليه الغسل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



وإن لم ينزل واحتجوا في ذلك بما روى عن عائشةؓ أنها سئلت عن الرجل يجامع فلا ينزل فقالت فعلته أنا ورسول الله ﷺ فاغتسلنا منه جميعا.

سوال:

الف جماع بلا انزال کے موجب غسل ہونے نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلیل تحریر کیجئے۔

ب اور بتلایئے کہ فریق اول کے نزدیک ,,الماء من الماء،، کے کیا معنیٰ ہیں؟ اور ابن عباسؓ نے اس کا کیا مطلب بیان کیا ہے؟ اگر اس کے وہی معنیٰ ہوں جو فریق اول مراد لیتا ہے تو فریق ثانی کی طرف سے اس کا کیا جواب دیا گیا ہے؟

جواب

الف جماع بلا انزال کے موجب غسل ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں اختلافِ ائمہ مع الدلائل:

(۱) داؤد ظاہری، امام اعمش، عطاء بن رباح کے نزدیک اکسال کی صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کی رائے یہ ہے کہ اکسال کی صورت میں اگر چہ انزال نہ ہو غسل واجب ہو جائیگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



اس بارے میں ائمہ کرام کے دلائل: سوال۔۳، جزء (ب) ۱۴۳۸ھ میں گذر چکا۔

## ب فریق اول کے نزدیک ,,الماء من الماء،، کا معنیٰ:

فریق اول کے نزدیک ,,الماء من الماء،، کا معنیٰ یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی یعنی انزال کی وجہ سے پس اکسال کی صورت میں یا محض التقاء ختانین کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہوگا۔

## حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک اس حدیث کا مطلب:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا قول ,,الماء من الماء،، احتلام کے بارے میں ہے جب کوئی شخص (خواب میں) خود کو جماع کرتے ہوئے دیکھے پھر اس کو انزال نہ ہو تو اس پر غسل نہیں ہے۔

## فریق اول نے جو معنی مراد لیا ہے فریق ثانی کی طرف سے اس کا جواب:

فریق ثانی نے حدیث مذکور یعنی ,,الماء من الماء،، کا یہ جواب دیا کہ اگر حدیث مذکور سے وہ معنیٰ مراد لیا جائے جو فریق اول نے لیا ہے تو بھی وہ روایت قابل استدلال نہیں ہوگی کیونکہ وہ روایت منسوخ ہے اور ناسخ روایت یہ ہے ,,عن أبي بن كعبؓ قال إنما كان الماء من الماء في أول الاسلام فلما أحكم الله الأمر نهى عنه،، یعنی حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ,,الماء من الماء،، والا حکم شروع اسلام میں تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے معاملہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



اسلام کو مستحکم کر دیا تو اس سے روک دیا۔

سوال۔۴، صفحہ متن: ۵۶۔۵۷

۱۴۳۱ھ

وقد فرق قوم بين لحوم الغنم و لحوم الإبل واحتجوا في ذلك بما روى عن جابر بن سمرةؓ قال سئل رسول الله ﷺ أنتوضأ من لحوم الإبل ؟ قال نعم قيل أنتوضأ من لحوم الغنم ؟ قال لا و خالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا يجب الوضوء للصلاة بأكل شئ من ذلك و كان من الحجة لهم في ذلك أن يكون الوضوء الذي أراده النبي ﷺ هو غسل اليد وأما من طريق النظر فإنا قد رأينا الإبل و الغنم سواء في حل بيعهما و شرب لبنهما و طهارة لحومهما فالنظر على ذلك أنهما في أكل لحومهما سواء فكما كان لا وضوء في أكل لحوم الغنم فكذلك لا وضوء في أكل لحوم الإبل.

سوال:

الف اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو واجب ہونے کے متعلق اختلاف ائمہ مدلل تحریر کیجئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ب فریق ثانی کی طرف سے فریق اول کے استدلال کا جواب بھی لکھیے۔

ج پھر اس مسئلہ میں نظر طحاوی کی وضاحت کیجیے۔

جواب:

الف اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو واجب ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل:

(۱) امام احمدؒ اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک اونٹ کا گوشت خواہ کچا ہو یا پکا ناقض وضو ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک اونٹ کا گوشت ناقض وضو نہیں ہے۔

ائمہ کرام کے دلائل:

امام احمد کی دلیل:

عن جابر بن سمرةؓ قال سئل رسول الله ﷺ أنتوضأ من لحوم الإبل ؟ قال نعم قيل أنتوضاء من لحوم الغنم ؟ قال لا

حضرت جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ہم اونٹ کے گوشت کی وجہ سے وضو کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں عرض کیا گیا کہ بکری کے گوشت کی وجہ سے بھی وضو کریں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

آپؐ نے اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا جو حکم دیا ہے اس میں احتمال ہے کہ وضو سے مراد وضوء شرعی نہ ہو بلکہ وضوء لغوی یعنی غسل ید مراد ہو اور اونٹ و بکری کے درمیان فرق یہ ہے کہ اونٹ کے گوشت کے اندر چکنائی زیادہ ہوتی ہے نیز اس میں ایک خاص قسم کی بو ہوتی ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس کے ازالے کے لئے ہاتھ منہ دھونے کا حکم فرمایا اور بکری کے گوشت میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوتی اس لئے وہاں یہ حکم نہیں دیا۔

ب فریق ثانی کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا جواب:

فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں ان میں سے سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور استحباب پر محمول ہے اور استحباب کی دلیل معجم طبرانی کبیر میں حضرت سمرۃؓ السوائی کی حدیث ہے ,, قال سئل رسول اللہ ﷺ فقلت أنا أهل البادية و ماشية فهل نتوضأمن لحوم الإبل وألبانها ؟ قال لا ،، یعنی مذکورہ حدیث میں البان کا بھی ذکر ہے۔

حالانکہ البان ابل سے وجوب وضو کے امام احمد بن حنبلؒ بھی قائل نہیں لہٰذا جب وضو من البان الابل بالاجماع استحباب پر محمول ہے تو وضو من لحوم الابل بھی استحباب پر ہی محمول ہوگا۔

(۲) یہ حدیث منسوخ ہے حدیث جابرؓ کی وجہ سے جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ ﷺ کا آخری عمل ترک الوضوء مما مست النار تھا چونکہ اونٹ کا گوشت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



بھی ما مست النار میں داخل ہے الہدایہ روایت بھی منسوخ ہے۔

ج نظر طحاوی کی وضاحت: ۱۴۳۳ھ سوال۔۴، جزء (ج) میں گذر چکا۔

سوال۔۵، صفحہ متن۔۸۳

۱۴۳۱ھ

عن أنس رضي الله عنه قال قدم ناس من عرينة على رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فاجتووها فقال لو خرجتم إلى ذودلنا فشربتم من ألبانها قال وذكر قتادة أنه حفظ عنه وأبوالها فذهب قوم إلى أن بول ما يؤكل لحمه طاهر وأن حكم ذلك كحكم لحمه وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا أبوال الإبل نجسة وحكمها حكم دمائها لا حكم ألبانها ولحومها وقالوا أما ما رأيتموه في حديث العرنيين فذلك إنما كان للضرورة.

سوال:

الف ترجمہ کیجیے۔

ب ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے کا حنفیہ میں سے کون قائل ہے؟

ج فریق ثانی نے فریق اول کی دلیل کا کیا جواب دیا ہے؟ نیز ضرورت کی مراد بتاتے ہوئے ضرورت کی بناء پر کسی چیز کے مباح قرار دیئے جانے کی مثال بھی تحریر کیجیے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ
خدمت میں مدینہ آئے تو وہ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ
فرمایا تم ہمارے اونٹوں کے پاس جاؤ اور انکا دودھ پیو راوی کہتے ہیں اور قتادہ
یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت انسؓ سے ,,وابوالھا،، کا لفظ یاد کیا تھا، تو کچھ ا
اس طرف گئے ہیں کہ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے اور انکے پیشا
حکم انکے گوشت کے حکم کے مانند ہے اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے
مخالفت کی اور کہا کہ اونٹ کا پیشاب ناپاک ہے اور اسکے پیشاب کا حکم وہی ۔
اس کے خون کا ہے وہ حکم نہیں جو اس کے دودھ اور گوشت کا ہے اور ان لوگوں ۔
بھی کہا کہ عرنیین کا جو واقعہ تم نے نقل کیا وہ محض ضرورت کی وجہ سے تھا۔

ب حنفیہ میں سے امام محمدؒ ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے کے قا
ہیں۔

ج فریق ثانی کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا جواب:

امام طحاویؒ نے فریق ثانی کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا یہ جوا
دیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کی روایت میں قبیلہ عرنیین کو جو پیشاب پ
کا حکم دیا ہے وہ حکم عام حالت میں نہیں تھا بلکہ وقت ضرورت کے لئے تھا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


ضرورت کے وقت بہت سی حرام چیز بھی حلال ہو جاتی ہے جیسا کہ ضرورت کے وقت مردار کھانے اور ریشمی کپڑا پہننے کی بھی اجازت دی گئی ہے حالانکہ یہ چیز غیر ضروری حالت میں جائز نہیں اسی طرح پیشاب کے استعمال کا حکم بھی ضرورت کے وقت کے ساتھ خاص ہے عام حالات میں اسکا استعمال جائز نہیں ہے۔

## ضرورت کی مراد:

الضرورة لغة الإضطرار ،الإضطرار :الإحتياج الشديدوهي عند الفقهاء:بلوغ الانسان حدا إن يتناول الممنوع هلك أو قرب .

یعنی لغت میں ضرورت کہتے ہیں اضطرار یعنی احتیاج شدید کو اور فقہاء کی اصطلاح میں ضرورت کہتے ہیں کہ انسان کا اس حد تک پہنچنا کہ اگر وہ ممنوع چیز نہ کھائے تو ہلاک ہو جائیگا یا ہلاکت کے قریب ہو جائیگا۔(الموسوعة الفقہیہ ج:۲۸ص:۱۹۱)

## ضرورت کی بناء پر کسی چیز کو مباح قرار دینے کی مثال:

(۱)اگر کسی شخص کو اس قدر بھوک لگ جائے کہ اگر وہ کچھ نہ کھائے تو ہلاک ہو جائیگا اور اسکے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ ہو تو ایسے شخص کیلئے ضرورت کی بناء پر مردار کھانا جائز ہے۔

(۲)اگر کسی شخص کو کھجلی ہو یا دوسری کوئی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ ریشمی کپڑے کے علاوہ دوسرا کپڑا نہیں پہن سکتا تو ایسے شخص کیلئے ضرورت کی بناء پر ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال ۔ ا، صفحہ متن ۔ ۱۸

۱۴۳۰ھ

ولكن الآثار الأخر عن عائشةؓ عن رسول الله ﷺ فيها إباحة سورها فنريد أن ننظر هل روى عن رسول الله ﷺ مايخالفها، فنظرنا فى ذلك فإذا أبو بكرةؓ قد حدّثنا عن أبى عاصم عن قرة بن خالد عن محمد بن سيرين عن أبى هريرةؓ عن النبى ﷺ قال : طهور الإناء إذا ولغ فيه الهر أن يغسل مرة أو مرتين، قرة شك وهذا حديث متصل الإسناد فيه خلاف ما فى الآثار الأول و قد فضلها هذا الحديث لصحة إسناده فان كان هذا الأثر يؤخذ من جهة الإسناد فإن القول بهذا أولىٰ من القول بما خالفه.

سوال:

الف ترجمہ کیجئے۔

ب سور ہرہ کے بارے میں ائمہ فقہ وحدیث کے اقوال تفصیل سے بیان کریں۔

ج قائلین طہارت کے مستدلات کا امام طحاویؒ نے جو جواب دیا ہے اسے ذکر کرنے کے بعد لکھیں کہ امام طحاوی نے سوال میں مذکورہ حدیث ابو ہریرہ کو کس بنیاد پر ترجیح دی ہے؟ اور اس کے مرفوع اور موقوف ہونے کے تعلق سے جو اشکال کیا گیا ہے اس کا جواب انہوں نے کیا ذکر کیا ہے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

لیکن حضرت عائشہؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے دیگر ایسے آثار مروی ہیں جن میں بلی کے جھوٹے کی اباحت مذکور ہے تو ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے؟ چنانچہ ہم نے دیکھا (امام طحاوی فرماتے ہیں) ابوبکرہ نے ہم سے بیان کیا وہ نقل کرتے ہیں ابوعاصم سے وہ قرۃ بن خالد سے وہ محمد بن سیرین سے وہ حضرت ابوہریرہ سے وہ رسول اکرم ﷺ سے کہ آپؐ نے فرمایا: برتن کی طہارت جب اس میں بلی منہ ڈال دے یہ ہے کہ اس کو ایک مرتبہ دھویا جائے یا فرمایا کہ دو مرتبہ دھویا جائے قرۃ کو شک ہو گیا، اور یہ حدیث متصل الاسناد ہے، اس میں اس حکم کے خلاف مذکور ہے جو سابقہ آثار میں ہے، اور ان سابقہ آثار پر یہ حدیث فوقیت رکھتی ہے، اس لئے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے تو اگر اس مسئلہ کو سند کے اعتبار سے لیا جائے تو اس حکم کا قائل ہونا اولیٰ ہے بہ نسبت اس کے مخالف حکم کے قائل ہونے کے۔

ب سور ہرہ کے بارے میں ائمہ فقہ وحدیث کے اقوال:

(۱) امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور امام محمدؒ کی غیر محقق روایت میں بلی کا جھوٹا پاک ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، زفرؒ، حسن بصری، حسن بن زیاد، اور امام محمد کی محقق روایت کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



مطابق بلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔

## ج قائلین طہارت کے مستدلات کا امام طحاوی کی طرف سے جواب:

امام طحاویؒ نے کہا کہ فریق اول کا حدیث عائشہؓ سے استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ کی روایت اس کے معارض ہے جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ بلی اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائیگا اور حضرت ابوہریرہ کی یہ روایت سند کے اعتبار سے حدیث عائشہؓ کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہے۔

## امام طحاویؒ کے حدیث ابو ہریرہؓ کو ترجیح دینے کی وجہ:

امام طحاویؒ نے حدیث ابوہریرہؓ کو ترجیح دی ہے کیوں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مدار تین آدمیوں پر ہے اور تینوں کے بارے میں کلام ہے اور امام طحاوی نے تینوں سندوں کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے یعنی

(۱) مؤمل بن اسماعیل: یہ کثیر الخطاء ہیں۔

(۲) حارثہ بن ابی الرجال یہ منکر اور متروک الحدیث راوی ہیں۔

(۳) صالح بن حسان یہ بھی ضعیف اور متروک راوی ہیں لہٰذا یہ تینوں سندیں ضعیف ہیں اور یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے جبکہ حضرت ابو ہریرہ کی روایت مرفوع متصل اور صحیح الاسناد ہے پس ابو ہریرہ کی روایت راجح ہوگی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## حدیث ابو ہریرہ کا موقوف ہونے کے بارے میں اشکال کا جواب:

فریق اول نے حدیث ابو ہریرہ کو موقوف قرار دیا ہے۔ اور کہا کہ محمد بن سیرین نے اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے امام طحاوی نے اس کا جواب دیا ہے کہ روایت ابو ہریرہ کو موقوف کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ محمد بن سیرین ابو ہریرہ کی روایات کو موقوفاً روایت کرتے ہیں لیکن جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ نے اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا حالانکہ یہ روایت مرفوع ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ کی تمام روایات حضور ﷺ سے ہی ہوا کرتی ہیں پس جب میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت موقوفاً ذکر کروں گا تو اس کو مرفوع سمجھا جائیگا پس معلوم ہوا کہ ابن سیرین ابو ہریرہ کی مرفوع روایت کو بھی موقوفاً روایت کرتے ہیں لہٰذا ابن سیرین کی سند سے حدیث ابو ہریرہ کو موقوف کہنا صحیح نہیں ہے۔

سوال۔۲، صفحہ متن: ۴۰

۱۴۳۰ھ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ كَانَ نَازِلًا عَلَىٰ عَائِشَةَ فَاحْتَلَمَ فَرَأَتْهُ جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ وَهُوَ يَغْسِلُ أَثَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَأَخْبَرَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَزِيدُ عَلَىٰ أَنْ أَفْرُكَهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال:

الف عبارت باعراب لکھکر ترجمہ کیجئے۔

ب امام طحاویؒ نے کپڑے سے منی کے فرک، دلک اور مسح سے متعلق متعدد احادیث کی تخریج کے بعد لکھا ہے:

فذهب ذاهبون إلىٰ أن المنى طاهر الخ و خالفهم فى ذلک آخرون فقالوا بل هو نجس.

ذاهبون اور آخرون کا مصداق بیان کرتے ہوئے منی کو طاہر کہنے والوں کے طریق استدلال کو ذکر کیجئے۔

ج قائلین نجاست کی دلیل پیش کر کے قائلین طہارت کے استدلال کا انہوں نے جو جواب دیا ہے اسے تحریر کیجئے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

ہمام بن حارث سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے یہاں مہمان ہوئے اور ان کو احتلام ہو گیا تو حضرت عائشہؓ کی ایک باندی نے ان کو دیکھا اس حال میں کہ وہ اپنے کپڑے سے جنابت کا اثر (منی) دھو رہے تھے (یا راوی نے کہا کہ) اپنے کپڑے دھو رہے تھے اور باندی نے اس کی اطلاع حضرت عائشہؓ کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


دی، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ میں اس سے زیادہ نہیں کرتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی۔

ذاھبون و آخرون کا مصداق: ۱۴۳۵ھ سوال نمبر۔۳، جزء(ج) میں گذر چکا ہے۔

## منی کو پاک کہنے والوں کا طریقِ استدلال:

طریقِ استدلال یہ ہے کہ مذکورہ حدیث شریف کے مضمون سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ منی کو کھرچ دینے کی صورت میں کپڑے کے ریشوں کے اندر لازمی طور پر منی کا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اگر منی ناپاک ہوتی تو حضرت صدیقہ اس کو کھرچنے کے بجائے ضرور دھل دیتیں، اور کھرچنا کافی نہ سمجھتیں، لہٰذا یہ کہنا پڑیگا کہ منی پاک ہے ناپاک نہیں اور کپڑے کے اوپر سے منی کے ظاہری اثرات کو طبعی نفرت کی بناپر کھرچ دیا جاتا ہے نہ کہ ناپاک ہونے کی وجہ سے۔

## منی ناپاک کے قائلین کے دلائل:

(۱) عن عائشة رضی قالت كنت أغسل المنى من ثوب رسول الله ﷺ فيخرج إلى الصلوة وإن بُقع الماء لفي ثوبه.

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی دھودیا کرتی تھی پھر آپ ﷺ نماز کے لئے اس حال میں باہر تشریف لے جاتے کہ آپؐ کے کپڑوں پر پانی کا دھبہ ہوتا تھا۔

(۲) عن جابر بن سمرةؓ قال سأل النبى ﷺ أصلى فى الثوب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



الذی أتی فیه أهلی ؟ قال نعم إلا أن تریٰ فیه شیًا فتغسله.

ایک آدمی نے آپؐ سے درخواست کیا کہ میں اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں جس میں میں نے وطی کیا ہے۔تو آپؐ نے فرمایا: ہاں مگر یہ کہ تو اس میں کچھ دیکھے تو اس کو دھولے۔

☆منی کے قائلین طہارت کے استدلال کا جواب، ۱۴۳۵ھ سوال۔۳، جزء(ج) میں گذر چکا ہے۔

سوال۔۳،صفحہ متن:۷۶

۱۴۳۰ھ

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِی أَوْسٍ قَالَ رَأَیْتُ أَبِی تَوَضَّأَ وَ مَسَحَ عَلَی نَعْلَیْنِ لَهُ فَقُلْتُ لَهُ أَتَمْسَحُ عَلَی النَّعْلَیْنِ فَقَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَمْسَحُ عَلَی النَّعْلَیْنِ.

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب مسح علی النعلین کے کون لوگ قائل ہیں؟ اور جمہور کی طرف سے ان کے استدلال کا جواب کیا دیا گیا ہے؟ تحریر کیجئے۔

ج نیز اس مسئلہ میں امام طحاویؒ کے نظر کی وضاحت کیجئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف حدیث شریف کا ترجمہ:

حضرت اوس ابن ابی اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور اپنے نعلین پر مسح کیا، تو میں نے (حیرت سے) کہا کہ آپ نعلین پر مسح کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعلین پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ب قائلین مسح علی النعلین:

ابن حزم ظاہری، حزیمہ بن عوس اور بعض اہل ظواہر وغیرہ فرماتے ہیں کہ نعلین پر مسح کرنا جائز ہے۔

جمہور کی طرف سے قائلین مسح علی النعلین کی استدلال کا جواب:

(۱) ممکن ہے کہ نبی ﷺ جوربین پہنے ہوئے ہوں اور آپ نے نعلین کو نکالے بغیر جوربین پر مسح فرمالیا ہو، اور ساتھ ہی ساتھ نعلین پر بھی ہاتھ پھیر لیا ہو، اور ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جوربین پر مسح بالقصد اور بطور ادائیگی فرض کے ہو اور چپلوں کے اوپر بالتبع مسح کرلیا جائے تو چپلوں پر مسح کرنا ایک زائد اور فاضل عمل ہوگا، اور اسکی تائید حضرت ابو موسی اور مغیرہ ابن شعبہؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ نے جوربین اور نعلین دونوں پر ساتھ ساتھ مسح فرمایا، یعنی آپ نے جوربین پر بالقصد اور نعلین پر بالتبع مسح کیا، لہذا مذکورہ روایت سے تنہا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



نعلین پر مسح کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(۲) یہ بات ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے نعلین پر مسح کرنے سے مراد قدمین پر مسح کرنا ہو جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں ہے کہ وہ نعلین پہنے ہوئے ہونے کی حالت میں ظاہر قدمین پر مسح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کا بھی یہی معمول تھا، تو اس صورت میں اس بات کا احتمال ہے کہ قدمین کا مسح بطور فرض کے ہو اور نعلین کا مسح بطور فضل کے ہو۔

**فائدہ:**

امام طحاویؒ کی حدیثِ حضرت اوس بن ابی اوس کی مذکورہ دونوں جواب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حدیثِ حضرت اوس بن ابی اوس میں دو احتمال ہیں:

(۱) یا تو یہ مراد ہو کہ آپ نے جوربین کے ہوتے ہوئے جوربین اور نعلین دونوں پر مسح کیا جیسا کہ حضرت ابو موسی اشعریؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں آیا ہے۔

(۲) یا یہ مراد ہو کہ جوربین کے نہ ہوتے ہوئے آپؐ نے قدمین اور نعلین دونوں پر مسح کیا، جیسا کہ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے،

بہر حال اگر اوس ابن ابی اوسؓ کی روایت ابو موسیؓ اور مغیرہ ابن شعبہؓ کی روایت کے معنی میں ہو تو یہ بات ہم کو تسلیم ہے کہ آپ ﷺ نے جوربین کے ساتھ ساتھ نعلین پر مسح کیا ہوگا کیوں کہ احناف میں سے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ جوربین پر مسح کے قائل ہیں جبکہ وہ دونوں موٹے کپڑے کے ہوں، البتہ امام صاحب مسح علی الجوربین کے قائل نہیں ہیں، اور اگر حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت کے معنی میں ہو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



تو اس سے مسح علی القدمین کا جواز ثابت ہوگا اور یہ حکم شروع اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہوگیا تو اوس ابن ابی اوسؓ کی یہ روایت بھی ابن عمرؓ کی روایت کی طرح منسوخ مانی جائے گی، لہٰذا آپ کا اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

ج مسئلہ باب میں نظر طحاوی:

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اگر موزہ تین انگشت کے بقدر یا اس سے زائد پھٹا ہوا ہو تو اس پر بالاتفاق مسح کرنا جائز نہیں ہے، تو جب تین انگشت کے برابر کھلا رہنے کی صورت میں مسح جائز نہیں ہے تو نعلین میں تو پیروں کا اکثر حصہ کھلا رہتا ہے تو یہاں مسح کرنا کیسے درست ہوگا۔

سوال ۔۴، صفحہ متن ۔۹۳

۱۴۳۰ھ

عن عبد الله بن مسعودؓ أن رسول الله ﷺ نهى أن يستطيب أحد بعظم أو روثة.

سوال:

الف إستنجاء بالعظام میں ائمہ کا اختلاف بیان کیجئے، بطور خاص احناف کے مذہب کو دلائل سے واضح کیجئے۔

ب نیز امام طحاویؒ باب کے آخر میں لکھتے ہیں: فثبت بهذه الآثار أن رسول الله ﷺ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



إنما نهى عن الإستنجاء با لعظام لمكان الجن لأنها لا تطهر كما يطهر الحجر. امام طحاویؒ کے اس قول کی وضاحت کیجئے۔

جواب:

## الف إستنجاء بالعظام کے بارے میں ائمہ کا اختلاف:

(۱) امام شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ کی ایک روایت کے مطابق اور داؤد ظاہری کے نزدیک ہڈی سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کسی شخص نے ان سے استنجاء کیا تو اس کو استنجاء نہ کرنے والا شمار کیا جائیگا اگر چہ صفائی حاصل ہوگئی ہو۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کی ایک روایت کے مطابق وغیرہ کے نزدیک ہڈی سے استنجاء کرنا مکروہ ہے البتہ اگر کسی نے اس سے استنجاء کر لیا اور صفائی حاصل ہوگئی تو اس سے استنجاء کا فریضہ ساقط ہو جائیگا۔

### احناف کے دلائل:

رسول اکرم ﷺ نے ہڈی سے استنجاء کرنے کو منع فرمایا ہے اس وجہ سے نہیں کہ اس سے استنجاء کرنا پتھر وغیرہ سے استنجاء کرنے کے مانند نہیں ہے بلکہ آپ نے اس وجہ سے منع کیا کہ آپ ﷺ نے ہڈیوں کو جناتوں کا توشہ قرار دیا ہے لہٰذا انسانوں کو حکم دیا کہ ہڈیوں کو گندہ نہ کریں اور اس بات کو مندرجہ ذیل حدیث میں بیان کیا گیا ہے ,,عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ لا تستنجوا بعظم ولا روث فإنها أزودة إخوانكم الجن ،، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہڈی اور گوبر سے استنجاء مت کرو کیونکہ یہ تمہارے جنات بھائیوں کی غذا ہے۔

ب فثبت بهذه الآثار .... كما لا يطهر الحجر الخ

عبارت کی وضاحت:

عبارت بالا سے امام طحاویؒ دلائل احناف کی وضاحت کر رہے ہیں یعنی اوپر جتنی روایات ذکر کی گئیں ان سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اکرم ﷺ کا استنجاء بالعظام سے منع کرنا جنات کی خوراک ہونے کی وجہ سے ہے اس وجہ سے منع نہیں فرمایا کہ پتھر وغیرہ سے جس طرح کی پاکی حاصل ہوتی ہے ہڈی سے اس طرح پاکی حاصل نہیں ہوتی لھذا ثابت ہوا کہ احناف کا مذہب راجح ہے یعنی ہڈی سے استنجاء کرنا مکروہ ہے البتہ اگر اس سے صفائی حاصل ہو جائے تو استنجاء کا فریضہ ساقط ہو جائیگا۔

سوال۔۵، ۱۴۳۰ھ

سوال:

الف امام طحاویؒ کی مختصر حالات زندگی تحریر کیجئے جس میں انکا علمی مقام ومرتبہ بالخصوص حدیث میں انکا درجہ بیان کیجئے، نیز انکی تالیف ,,شرح معانی الآثار،، کا کتب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


حدیث میں کیا مرتبہ ہے؟ اور علمی حلقوں میں اسکی پذیرائی کو قدرے تفصیل سے تحریر کیجئے۔

جواب:

## امام طحاویؒ کی حالات زندگی:

نام ونسب: نام احمد، کنیت ابو جعفر، والد کا نام محمد سلسلہ نسب یوں ہے ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمہ بن عبد المالک ازدی حجری مصری طحاوی ازد یمن کا ایک قبیلہ کا نام ہے اور حجر اسکی ایک شاخ ہے، حجر نام کے تین قبائل تھے، حجر بن وحید، حجر ذی اعین، حجر ازد۔ اور ازد نام کے بھی دو قبیلے تھے ازد حجر اور ازد شنوہ، لہذا امتیاز کیلئے آپ کے نام کے ساتھ دونوں ذکر کر کے ازدی حجری کہا جاتا ہے آپ کے آباواجداد فتح اسلام کے بعد مصر میں فروکش ہو گئے تھے، اور مصر کے ہی طحا نامی گاؤں میں آپ کی پیدائش ہوئی اسی نسبت سے آپ مصری اور طحاوی کہلا تے ہیں۔

ولادت: امام طحاویؒ کی ولادت کب ہوئی اس بارے میں کئی قول ہیں ۲۲۹ھ، ۲۳۸ھ، ۲۳۹ھ ان میں راجح قول ۲۳۹ھ کا ہے۔

تعلیم وتربیت: امام طحاویؒ کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا، خود امام طحاوی کے والد ادب اور شاعری میں ممتاز مقام رکھتے تھے، اور انکی والدہ جو امام مزنیؒ کی ہمشیرہ تھیں وہ خود بھی بڑی فقیہ اور عالمہ تھیں امام سیوطیؒ نے انکا ذکر مصر کے شافعی فقہا،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



میں کیا ہے امام طحاویؒ نے فطری طور پر ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی، اس کے بعد مزید تعلیم کیلئے امام ابوزکریا یحیی بن محمد بن عمروسؒ کی شاگردی اختیار کی اور انہی کے پاس قرآن کریم حفظ کیا فقہ اور حدیث کی تعلیم آپ نے اپنے ماموں امام مزنی سے حاصل کی، امام مزنیؒ کا نام محتاج تعارف نہیں ہے فقہاء شافعیہ میں انکا بڑا مقام اور مرتبہ ہے اور امام شافعیؒ کے تلامذہ میں انکا ممتاز مقام تھا، امام طحاویؒ امام مزنی کے حلقۂ درس سے کتنے عرصہ وابستہ رہے کتب تراجم میں اسکی کوئی تفصیل نہیں ملتی، لیکن اتنا ضرور ہے کہ جب امام مزنی کے حلقہ درس کو چھوڑا تو اس وقت وہ بالغ نظر عالم اور صحیح وسقیم میں امتیاز حاصل کر چکے تھے۔

شیوخ واساتذہ: امام طحاویؒ کے شیوخ واساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے لیکن جن لوگوں سے امام طحاویؒ نے بطور خاص علم حدیث وفقہ کی تحصیل کی ان میں سے چند حضرات یہ ہیں (۱) امام اسماعیل بن یحیی المزنی (۲) امام احمد بن شعیب النسائی، صاحب السننؒ (۳) ابراھیم بن ابی داؤد الاسدیؒ (۴) اسحق بن ابراھیم البغدادی (۵) بحر بن نصر بن سابق الخولانی (۶) امام ابوجعفر احمد بن ابی عمران حنفی، اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے شیوخ سے آپ نے تعلیم حاصل کی ہے۔

تصنیفات: امام طحاویؒ کثیر التصنیفات حضرات میں سے ہیں، چنانچہ عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ، شروط اور تاریخ جیسے فنون میں آپ کی تصانیف موجود ہیں، مؤرخین نے آپ کی تصانیف کی تعداد تیس تک شمار کی ہیں، ان میں سے مشہور یہ ہیں احکام القرآن الکریم، اختلاف العلماء، التسویۃ بین حدثنا وأخبرنا، الجامع الکبیر فی الشروط،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



العقیدۃ الطحاوی، شرح معانی الآثار، مختصر الطحاوی وغیرہ۔

وفات: ماہ ذیقعدۃ ۳۲۱ھ میں مصر میں امام طحاوی کی وفات ہوئی۔

## امام طحاویؒ کا علمی مقام و مرتبہ خصوصاً علم حدیث میں:

ابن عساکر نے تاریخ العلماء المصرین میں ابن یونس کا قول نقل کیا ہے، کہ طحاویؒ ثقہ، ثبت، فقیہ اور ذی عقل تھے سابق میں انکی نظیر نہیں ملتی۔ امام طحاوی متعلق ابن عبدالبر کا قول ہے، کہ وہ کوفہ کے مجتہدین اور اہل علم کی سیرت اور احالات اور انکے اجتہادی آراء سے سب سے زیادہ واقف تھے اور ابن ,,الفہرس،، میں فرماتے ہیں کہ آپ علم و زہد کے اعتبار سے یگانہ روزگار تھے: ابن جوزی کا قول ہے: آپ ثبت ذی فہم، فقیہ اور ذی عقل تھے لوگوں کا آپ فضل، صدق، اور زہد وورع پر اتفاق ہے امام طحاویؒ نے علم حدیث کے حصول یمن، حجاز، شام، خراسان، کوفہ، بصرہ، اور مغاربہ وغیرہ کا سفر کیا ہے اور وہاں مشائخ سے استفادہ کیا، امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ وہ امام، عا بڑے حافظ، مصر کے محدث اور فقیہ تھے اور التاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں: محدث، حافظ، اور بڑے علم والوں میں سے تھے اور ثقہ، ثبت، فقیہ اور ذی تھے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## کتب حدیث میں شرح معانی الآثار کا مرتبہ:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ عجالہ نافعہ (ص/۳) اور فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ میں کتب حدیث کے چار درجات بیان فرمائے ہیں

طبقہ اولی: مؤطا، جامع صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

طبقہ ثانیہ: ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

طبقہ ثالثہ: مسند شافعی، سنن ابن ماجہ، کتب طحاوی وغیرھا۔

طبقہ رابعہ: کتاب الضعفاء للعقیلی، کتاب الضعفاء لابن حبان، کتاب الکامل لابن عدی وغیرھا (ایضاح الطحاوی ج/۱، ص/۵۲)

علامہ بدرالدین عینیؒ نے شرح معانی الآثار کو کتب صحاح ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ پر ترجیح دی ہے۔

علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے اپنے تشدد کے باوجود اسکو ابوداؤد اور نسائی کا درجہ دیا ہے۔ اور حضرت انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ طحاوی شریف کا درجہ ابوداؤد کے قریب قریب ہے اور جامع ترمذی سے بڑھا ہوا ہے اور طحاوی شریف میں بظاہر متعارض احادیث کو پیش کرنے کے بعد انکے درمیان محققانہ انداز سے محاکمہ کرتے ہوئے اس انداز سے تطبیق دیتے ہیں کہ تمام روایات اپنے محل پر منطبق ہو جاتی ہیں اور انکے درمیان تعارض رفع ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے طحاوی شریف کو کتب حدیث کے درمیان ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ (تسہیل الطحاوی ص/۱۷)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## علمی حلقوں میں طحاوی شریف کی پذیرائی:

علامہ سخاویؒ نے جن کتب حدیث کے مطالعہ کا خصوصی مشورہ دیا ہے ان میں شرح معانی الآثار بھی ہے اور علامہ امیر اتقانی فرماتے ہیں: شرح معانی الآثار پر غور کرو کیا تم ہمارے مذہب حنفی کے علاوہ دوسرے مذہب میں بھی اسکی نظیر پاسکتے ہو؟ عالم مصر شیخ محمد خضری بک صاحب ,,التشریع الاسلامی،، میں فرماتے ہیں: ہم نے اس کتاب کو دیکھا تو اس کو ایسے آدمی کی کتاب پایا جو علم سے بھرے ہوئے ہیں اور اسکو حفظ کرنے سے حضور علیہ السلام کی سنن اور فقہاء کی اقاویل اور انکی مستندات پر جس کی طرف وہ لوگ گئے ہیں جاننا ممکن ہے علامہ ابن حزم ظاہری نے اپنے تشدد کے باوجود شرح معانی الآثار کو سنن ابوداؤد اور سنن نسائی کے درجہ پر رکھا ہے، اور حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی ابوداؤد کے قریب کہا ہے۔ (ظفر المحصلین ص ۲۲۰)

سوال۔۱، صفحہ متن: ۲۷

۱۴۲۹ھ

عن عبد الله بن زيد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه أخذ بيده في وضوئه للصلوة ماء فبدأ بمقدم رأسه ثم ذهب بيده إلىٰ مؤخر الرأس ثم ردّها إلىٰ مقدمه فذهب ذاهبون إلىٰ أن مسح الرأس كله واجب في وضوء الصلوة و خالفهم في ذلك آخرون.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال:

الف ذاھبون کا مصداق بیان کرتے ہوئے ان حضرات کا طریقۂ استدلال تحریر کریں۔

ب نیز آخرون کا مصداق اور حدیث مغیرہ بن شعبہ سے طریق استدلال اور عبداللہ بن زید کی حدیث کا جواب تحریر کریں، حدیث مغیرہ یہ ہے: ,,إن النبی ﷺ توضأ و علیه عمامة فمسح علیٰ عمامته و مسح بناصیته،، پھر نظر طحاوی تحریر کریں۔

جواب:

الف ذاھبون کا مصداق:

ذاھبون سے مراد: امام مالکؒ، امام مزنیؒ، اور شیخ ابو علی جبائی ہیں۔

فریق اول کا استدلال:

فریق اول نے حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت طلحہ بن مصرف اور حضرت معاویہ کی روایات سے استدلال کیا ہے جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے وضو میں اپنے سر کے شروع سے آخر تک مسح کیا یعنی پورے سر کا مسح کیا۔

ب آخرون کا مصداق:

آخرون سے مراد: جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## حدیث مغیرہ بن شعبہ سے طریق استدلال:

فریق ثانی نے حدیث مغیرہ بن شعبہ سے استدلال کیا ہے جس میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عمامہ اور ناصیہ پر مسح کیا اور ناصیہ پر مسح کا مطلب یہ ہے کہ سر کے اگلے حصے پر پیشانی کی مقدار مسح کیا لہٰذا ثابت ہوا کہ پورے سر کا مسح فرض نہیں بلکہ ناصیہ کے بقدر سر پر مسح کرنا فرض ہے۔

☆حدیث عبداللہ بن زید کا جواب: ۱۴۳۴ھ سوال نمبر: ۲ جزء (ج) میں گذر چکا ہے۔

## نظر طحاوی کی وضاحت:

امام طحاوی نظر پیش کر رہے ہیں کہ اعضاء وضو میں بعض اعضاء کا حکم غسل ہے۔ اور بعض اعضاء کا حکم مسح ہے تو جن اعضاء کا حکم غسل ہے ان کا پورا دھونا واجب ہے کچھ حصہ کا دھونا اور کچھ حصہ کا چھوڑ دینا کافی نہیں اور جن اعضاء میں مسح کا حکم ہے وہ سر ہے کچھ لوگوں نے کہا کہ اس کا حکم یہ ہے کہ پورے سر کا مسح کیا جائیگا جیسا کہ اعضاء مغسولہ پورے کا غسل کیا جاتا ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ بعض حصے پر مسح کیا جائیگا اور بعض پر نہیں تو ہم نے غور کیا کہ جن اعضاء میں مسح کا حکم ہے وہ کیسے ہیں تو ہم نے دیکھا کہ مسح علی الخفین میں اختلاف ہے چنانچہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کے ظاہری اور باطنی حصے میں مسح کیا جائیگا، اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ پیروں کے ظاہری حصے پر مسح کیا جائیگا نہ کہ باطنی حصے پر غرض اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ پیروں کے مسح میں فرض بعض پر مسح کرنا ہے نہ کہ کل پر تو اس کا تقاضہ یہ ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کہ مسح علی الرأس کا حکم بھی ایسا ہی ہو یعنی بعض رأس پر ہو اور بعض پر نہ ہو۔

سوال ۔۲ صفحہ متن: ۳۴

۱۴۲۹ھ

وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ ,,وَأَرْجُلَكُم،، فَأَضَافَهُ قَوْمٌ إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ قَصْرًا عَلَىٰ مَعْنًى وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ وَأَضَافَهُ قَوْمٌ إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ، فَقَرَئُوا وَأَرْجُلَكُمْ نَسْقًا عَلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَاغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ وَاغْسِلُوا أَرْجُلَكُمْ عَلَى الْإِضْمَارِ وَالنَّسْقِ.

سوال:

الف عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مطلب بیان کریں نسق و اضمار کی وضاحت کریں۔

ب ,,قد زعم زاعم أن النظر يوجب مسح القدمين الخ،، زاعم کے زعم کو بیان کریں، پھر طحاویؒ کے جواب کو تحریر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

اور لوگوں نے قول باری تعالی "وأرجلكم" کے بارے میں اختلاف کیا ہے چنانچہ ایک جماعت نے اسکی نسبت "وامسحوا برئوسكم" طرف کی ہے "وامسحوا برئوسكم وأرجلكم" کی ظاہری معنی پر انحصار کرتے ہوئے، اور ایک جماعت نے اسکی نسبت ارشاد باری "فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق" کی طرف کی، تو انہوں نے "وأرجلكم" (لام کے فتح کے ساتھ) پڑھا عطف کرتے ہوئے اللہ تعالی کے قول "فاغسلوا وجوهكم واغسلوا أيديكم واغسلوا أرجلكم" پر ایک کا عامل محذوف مانتے ہوئے اور عطف نسق کرتے ہوئے۔

عبارت کا مطلب:

اس عبارت میں امام طحاویؒ پاؤں کا وظیفہ کیا ہے غسل یا مسح اس میں اختلاف ہے اس اختلاف کا سبب بیان کر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اختلاف کی بنیاد "أرجلكم" کے معطوف کی تعیین پر ہے، بعض حضرات نے آیت کے ظاہری مفہوم کو لیتے ہوئے اس کا معطوف علیہ "برئوسكم" کو قرار دیا ہے اور "وأرجلكم" کو مکسور اللام پڑھتے ہوئے مسح رجلین کو واجب کہا جیسے شیعہ وغیرہ اور بعض حضرات نے اس کا عطف "وجوهكم" پر کیا اور ارا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سے پہلے فعل ,,واغسلوا،، محذوف مان کر غسل رجلین کو واجب قرار دیدیا ہے۔

نسق واضمار کی وضاحت:

عطف نسق کہتے ہیں: معطوف علیہ کو جس چیز کی طرف نسبت کی گئی ہو معطوف بھی حروف عطف کے ذریعہ سے اسی چیز کی طرف نسبت کی جاوے پس مذکورہ تعریف کی رو سے آیت کریمہ میں عطف نسق اس طرح پایا گیا کہ,, أيديكم،، کو جس جس چیز (یعنی فاغسلوا) کی طرف نسبت کی گئی,, أرجلكم،، کو بھی اسی چیز,, فاغسلوا،، کی طرف نسبت کی گئی ہے اور درمیان میں حرف عطف واؤ واسطہ ہے۔

اور اضمار کہتے ہیں: کہ عامل کے بغیر صرف معمول کو ذکر کردیا جائے پھر بعد میں اس معمول کے مناسب عامل کو اس میں مقدر مان لیا جائے پس بنابریں آیت کریمہ میں اضمار اس طرح پایا گیا کہ,, أيديكم ،، اور,, أرجلكم،، کو بغیر معمول ذکر کر دیا گیا ہے پس اب ان دونوں معمول کے مناسب عامل کو مقدر مانا جائیگا، لہذا تقدیری عبارت یوں ہوگی,, فاغسلوا وجوهكم واغسلوا أيديكم وامسحوا برئوسكم واغسلوا أرجلكم.

ب زعمِ زاعم اور اس کا جواب:

مسح رجلین کے قائلین حضرات کہتے ہیں کہ اگر دیکھا جائے تو پیروں کا حکم سر کے حکم کے زیادہ مشابہ ہے اس اعتبار سے کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


تیمّم واجب ہوتا ہے اور شریعت نے تیمّم کی صورت میں صرف وجہ اور یدین کے مسح کا حکم دیا ہے راس اور رجلین کے مسح کا حکم نہیں دیا، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں وجہ اور یدین کا فریضہ غسل تو ساقط ہو جاتا ہے، لیکن اسکی جگہ دوسرا فریضہ یعنی تیمم واجب ہو جاتا ہے اور راس ورجلین کا فریضہ بھی ساقط ہو جاتا ہے لیکن اس کے بدلے کوئی دوسرا فریضہ واجب نہیں ہوتا لہذا جس طرح پانی نہ ہونے کی صورت میں پیروں کا حکم سر کے مشابہ ہے اسی طرح پانی ہونے کی صورت میں بھی پیروں کا حکم سر کا مشابہ ہونا چاہیے، اور مسح راس کی طرح مسح رجلین بھی واجب ہونا چاہیے۔

جواب: امام طحاوی مذکورہ نظر کا جواب دیتے ہیں کہ آپ کا قیاس درست نہیں جن کا فریضہ وجود ماء کی صورت میں غسل ہے اور عدم وجود ماء کی صورت میں انکا فریضہ لا الی البدل ساقط ہو جاتا ہے، منجملہ ان چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ شریعت نے وجود ماء کی صورت میں پورے بدن کے غسل کا حکم دیا ہے اور عدم وجود ماء کی صورت میں صرف چہرے اور ہاتھوں کے مسح کا حکم دیا ہے، پس تیمّم میں جس طرح چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ پورے بدن کا فریضہ لا الی البدل ساقط ہو جاتا ہے مگر یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وجود ماء کی صورت میں پورے بدن کا فریضہ مسح ہو، اسی طرح مذکورہ مسئلہ میں بھی سقوط فرض رجلین لا الی البدل اس بات کی دلیل نہیں ہوگا کہ وجود ماء کی صورت میں ان کا وظیفہ مسح ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال۔۳،صفحہ متن:۸۱

۱۴۲۹ھ

فَقَدْ وَجَدْنَا الْمُسْتَحَاضَةَ قَدْ تَكُوْنُ عَلٰى مَعَانٍ مُخْتَلِفَةٍ فَمِنْهَا أَنْ تَكُوْنَ مُسْتَحَاضَةً قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَأَيَّامُ حَيْضِهَا مَعْرُوْفَةٌ لَهَا فَسَبِيْلُهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَمِنْهَا أَنْ تَكُوْنَ مُسْتَحَاضَةً لِأَنَّ دَمَهَا قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا فَلَا يَنْقَطِعُ عَنْهَا وَأَيَّامُ حَيْضِهَا قَدْ خَفِيَتْ عَلَيْهَا فَسَبِيْلُهَا أَنْ تَغْتَسِلَ لِكُلِّ صَلَاةٍ لِأَنَّهَا يَأْتِيْ عَلَيْهَا وَقْتٌ إِلَّا احْتَمَلَ أَنْ تَكُوْنَ فِيْهِ حَائِضًا أَوْ طَاهِرًا مِنْ حَيْضٍ أَوْ مُسْتَحَاضَةٍ فَيُحْتَاطُ لَهَا فَتُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ وَمِنْهَا أَنْ تَكُوْنَ مُسْتَحَاضَةً قَدْ خَفِيَتْ عَلَيْهَا أَيَّامُ حَيْضِهَا وَدَمُهَا غَيْرُ مُسْتَمِرٍّ بِهَا يَنْقَطِعُ سَاعَةً وَيَعُوْدُ بَعْدَ ذٰلِكَ هٰذَا فِيْ أَيَّامِهَا كُلِّهَا فَتَكُوْنُ قَدْ أَحَاطَ عِلْمُهَا أَنَّهَا فِيْ وَقْتِ انْقِطَاعِ دَمِهَا إِذَا اغْتَسَلَتْ حِيْنَئِذٍ غَيْرُ طَاهِرٍ مِنْ حَيْضٍ طُهْرًا يُوْجِبُ عَلَيْهَا غُسْلًا فَلَهَا أَنْ تُصَلِّيَ فِيْ حَالِهَا تِلْكَ مَا أَرَادَتْ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِذٰلِكَ الْغُسْلِ إِنْ أَمْكَنَهَا ذٰلِكَ.

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

ب مستحاضہ کے اقسام ثلاثہ اور اس کے حکم کی تفصیل بیان کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

ہم نے مستحاضہ کو پایا کہ اس کی مختلف اقسام ہیں ان میں سے ایک مستحاضہ وہ ہے کہ جس کا خون مسلسل جاری ہو اور اس کے ایام حیض معلوم ہوں تو اس کا حکم یہ ہے کہ ایام حیض میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور اس کے بعد وضو کرے، اور ایک قسم یہ کہ ایسی مستحاضہ ہو جس کا خون مسلسل جاری ہو کبھی نہ رکتا ہو اور اس کے ایام حیض بھی معلوم نہ ہوں تو اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے غسل کرے اس لئے کہ اس پر کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا کہ جس میں یہ احتمال نہ ہو کہ اس وقت میں حائضہ ہے یا حیض سے پاک ہے یا مستحاضہ ہے تو اس کو احتیاطاً غسل کا حکم دیا جاتا ہے اور ایک مستحاضہ وہ ہے کہ جس کے ایام حیض معلوم نہ ہوں اور اس کا خون مسلسل جاری نہ ہو کسی وقت رک جاتا ہو اور اس کے بعد لوٹ آتا ہو اور تمام ایام میں اس کی یہی حالت رہتی ہو تو اس کے علم نے احاطہ کر لیا ہو اس بات کا کہ وہ اپنے خون کے منقطع ہونے کے وقت جب غسل کر لے حیض سے اس طہارت کے علاوہ جو طہارت اس پر غسل واجب کرتی ہے تو اس کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اپنی اس حالت میں اس غسل کے ذریعہ جتنی نمازیں چاہے پڑھ لے اگر اس کے لئے یہ ممکن ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa

## ب مستحاضة کے اقسام ثلاثہ مع حکم بالتفصیل:

مستحاضہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) معتادة مستمرة الدم یعنی وہ مستحاضہ جس کو مسلسل خون آتا ہو اور اس کے ایام حیض بھی معلوم ہوں۔

### اس کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ایام حیض میں نماز ترک کر دے پھر انقطاع حیض پر غسل کرے اور اس کے بعد ہر نماز کیلئے وضو کرے۔

(۲) مستحاضة الدم مجهولة الأيام یعنی وہ مستحاضہ جس کو مسلسل خون آتا ہو اور اس کے ایام حیض معلوم نہ ہوں۔

### اس کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کیلئے غسل کرے کیونکہ ہر وقت اسکو یہ احتمال رہیگا کہ وہ یا تو حائضہ ہے یا تو حیض سے پاک ہے یا مستحاضہ ہے لهذا اسکو احتیاطا ہر نماز کے لئے غسل کا حکم دیا گیا۔

(۳) متحيرة غير مستمرة الدم یعنی وہ مستحاضہ جس کے ایام حیض معلوم نہ ہو اور اسکو مسلسل خون نہ آتا ہو بلکہ کبھی جاری ہوتا ہو اور کبھی منقطع ہو جاتا ہوں۔

### اس کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ جس وقت خون بند ہو جائے اسی وقت غسل کرے اور اس غسل

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سے دوبارہ خون جاری ہونے تک جتنی نمازیں پڑھ سکے پڑھ لے۔

سوال ۔۴، صفحہ متن: ۹۲

۱۴۲۹ھ

عن سلمانؓ قال نهينا أن نكتفي بأقل من ثلاثة أحجار

فذهب قوم إلىٰ أن الإستجمار لا يجزى بأقل من ثلاثة أحجار

وخالفهم فى ذلك آخرون.

سوال:

الف قوم کو متعین کریں اوران کے مذہب کی تشریح کریں، اسی طرح آخرون کو متعین کرتے ہوئے ان کا استدلال اور حدیث مذکورہ کا جواب بطریق طحاوی تحریر کریں

۔

ب پھر طحاویؒ کی نظر پیش کریں۔

جواب:

الف قوم کے مصداق کی تعیین:

قوم سے مراد: امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحاق بن راہویہؒ سعید بن مسیبؒ، وغیرہ ہیں ان حضرات کا مذہب یہ ہے کہ إستنجاء بالأحجار میں تثلیث یعنی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


تین ڈھیلوں کا استعمال کرنا واجب ہے۔اگرچہ تین ڈھیلوں سے کم ہی میں انقاء یعنی صفائی حاصل ہوجائے۔

## آخرون کے مصداق کی تعیین:

آخرون سے مراد: امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، اور داؤد ظاہریؒ وغیرہ ہیں۔

## فریق ثانی کا استدلال:

عن عبد الله بن مسعودؓ قال كنت مع النبي ﷺ فأتى الغائط فقال ائتني بثلاثة أحجار فالتمست فلم أجد إلا حجرين و روثة فألقى الروثة وأخذ الحجرين وقال إنها ركس

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ ﷺ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے تین پتھر لا کر دو چنانچہ میں نے تلاش کیا مگر مجھے صرف دو پتھر اور ایک لید ملی تو آپؐ نے لید کو پھینک دیا، اور دونوں پتھروں کو لے لیا اور فرمایا کہ یہ نجس ہے۔

## حدیث مذکور کا جواب:

امام طحاویؒ نے فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب اس طرح دیا کہ نبی کریم ﷺ کا اس مسئلہ میں طاق عدد کا حکم دینا اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ وتر کا لفظ بطور استحباب ہو اور دوسرا یہ کہ بطور وجوب ہو یعنی اس سے کم عدد سے طہارت حاصل نہ ہو لہٰذا بغیر وجہ ترجیح کے کسی ایک جانب کو راجح قرار دینا درست

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



نہیں ہے بلکہ کسی ایک جانب کو راجح قرار دینے کے لئے وجہ ترجیح کی ضرورت ہے پس ہم نے وجہ ترجیح کی تلاش میں روایات میں غور کیا تو ہم کو ایک روایت مل گئی جو ترجیح کے لئے کافی ہے اس روایت میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے استنجاء میں طاق عدد استعمال کیا اس نے اچھا کیا اور جس شخص نے ایسا نہیں کیا تو اس کیلئے کوئی حرج نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تثلیث واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

ب نظر طحاوی کی وضاحت:

ہم نے استنجاء بالماء کو دیکھا کہ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ انقاء یعنی ازالۂ نجاست ضروری ہے کوئی عدد متعین نہیں چنانچہ اگر ایک مرتبہ دھونے سے ہی ازالۂ نجاست ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونا کافی ہوگا اور اگر ایک مرتبہ دھونے سے نجاست پوری طرح زائل نہ ہو تو دوسری اور تیسری مرتبہ دھونا واجب ہوگا اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح استنجاء بالماء میں عدد متعین نہیں ہے اسی طرح استنجاء بالاحجار میں عدد متعین نہیں ہونا چاہئے بلکہ جتنی تعداد سے انقاء حاصل ہو جائے اتنی ہی تعداد کا استعمال ضروری ہونا چاہیئے۔

سوال۔۵،صفحہ متن:۹۵

۱۴۲۹ھ

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



كَانَ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يَمَسُّ الْمَاءَ، فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا وَخَالَفَهُمْ فِي ذَالِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ.

سوال:

الف قوم سے کون لوگ مراد ہے اور آخرون سے کون لوگ؟ آخرون نے حدیث أبی اسحٰق کا کیا جواب دیا ہے بطرز طحاوی تحریر کریں۔

ب طحاویؒ نے دوسرا جواب جمع وتطبیق کا ذکر کیا ہے آپ اسکو بھی تحریر کریں۔

جواب:

الف قوم اور آخرون سے مراد:

قوم سے مراد: امام ابو یوسف، سعید بن مسیّب، سفیان ثوری وغیرہ ہیں۔

آخرون سے مراد: ائمہ اربعہ، امام محمد، اوزاعی، لیث، اور جمہور فقہاء وغیرہ ہیں۔

## فریق ثانی کی طرف سے حدیث ابی اسحٰق کا جواب بطرز امام طحاوی:

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ روایت کا مدار ابو اسحٰق سبعی پر ہے اور درحقیقت یہ ایک طویل روایت ہے جس کو ابو اسحٰق نے مختصر کر کے بیان کیا اور اس اختصار میں ان سے خطأ واقع ہوگئی، اصل روایت کے آخر میں ,, وان نام جنبا توضأ وضوء الرجل للصلاة،، کے الفاظ موجود ہیں جو واضح طور پر ہمارے مذہب کی دلیل ہے، اور ابو اسحاق سے خطأ اس طور پر ہوئی کہ انہوں نے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



,,وان نام جنبا ،، کو ,,قبل أن یمس الماء ،، کے ساتھ جوڑ دیا اور مختصر حدیث میں ,,انہ کان ینام و ھو جنب ولا یمس ماء ،، کے الفاظ ذکر کر دیئے حالانکہ ,,ثم ینام قبل أن یمس ماء ،، سے حضرت عائشہؓ کی مراد یہ بیان کرنا تھا کہ آپ ﷺ حالت جنابت میں بغیر غسل کے سو جایا کرتے تھے البتہ وضو فرمایا کرتے تھے جیسا کہ روایت کے آخری الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے لہذا آپ کا اس مختصر حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

ب جواب ثانی بطریق تطبیق:

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ابو اسحٰق میں ,, لا یمس ماء ،، کے جو الفاظ ہیں اس میں یہ احتمال ہے کہ ماء سے مراد ماءِ غسل ہو، اور اسکی تائید حضرت امام ابو حنیفہؒ اور موسیٰ بن عقبہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جو ان دونوں حضرات نے ابو اسحٰق سے نقل کی ہے، اس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ایک جماع کے بعد بغیر وضو کئے دوبارہ جماع کر لیتے تھے پھر بغیر غسل کئے سو جاتے تھے، اس روایت میں آپ ﷺ کے جماع کے بعد سونے سے پہلے غسل کرنے کے نفی کی گئی ہے وضو کا کوئی ذکر نہیں ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ لا یمس ماء سے مراد بھی غسل نہ کرنا ہے اور اس سے وضو نہ کرنا ثابت نہیں ہوتا، اور غسل نہ کرنے کی ہم بھی قائل ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال۔ا،صفحہ،متن۔۱۰

۱۴۲۸ھ

قَالَ الطَّحَاوِیُّ سَأَلَنِی بَعْضُ أَصْحَابِنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ أَضَعَ لَهُ كِتَابًا أَذْكُرُ فِيهِ الآثَارَ الْمَأْثُورَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْأَحْكَامِ الَّتِی يَتَوَهَّمُ أَهْلُ الْإِلْحَادِ وَالضَّعَفَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ أَنَّ بَعْضَهَا يَنْقُضُ بَعْضًا لِقِلَّةِ عِلْمِهِمْ بِنَاسِخِهَا مِنْ مَنْسُوخِهَا وَمَا يَجِبُ بِهِ الْعَمَلُ مِنْهَا لِمَا يَشْهَدُ لَهُ مِنَ الْكِتَابِ النَّاطِقِ وَالسُّنَّةِ الْمُجْتَمَعِ عَلَيْهَا وَأَجْعَلَ لِذَالِكَ أَبْوَابًا أَذْكُرُ فِی كُلِّ كِتَابٍ مِنْهَا مَا فِيهِ مِنَ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ وَتَأْوِيلِ الْعُلَمَاءِ وَاحْتِجَاجِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ وَإِقَامَةِ الْحُجَّةِ لِمَنْ صَحَّ عِنْدِی قَوْلُهُ مِنْهُمْ بِمَا يَصِحُّ بِهِ مِثْلُهُ مِنْ كِتَابٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ إِجْمَاعٍ أَوْ تَوَاتُرٍ مِنْ أَقَاوِيلِ الصَّحَابَةِ أَوْ تَابِعِيهِمْ.

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

ب احکام کی حدیثوں میں تعارض اور تناقض کے اعتراض کو امام طحاوی نے کس طرح دفع کرنا چاہا ہے؟ اسکو تفصیل سے ذکر کریں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

امام ابو جعفر طحاویؒ نے فرمایا کہ میرے بعض اہلِ علم دوست ساتھیوں نے مجھ سے درخواست کی کہ ان کے لئے ایک ایسی کتاب تیار کروں جس میں ان احادیث کو ذکر کروں جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان احکام کے سلسلے میں جن کے بارے میں ملحدین اور اہل اسلام میں سے کمزور ایمان والے یہ خیال کرتے ہیں کہ بعض احادیث دوسری بعض کے معارض ہیں اپنے نہ جاننے کی وجہ سے ناسخ اور منسوخ کو اور ان حدیثوں کو جن پر عمل کرنا واجب ہے کتاب اللہ اور متفق علیہ احادیث کی شہادت سے اور (یہ بھی درخواست کی کہ) میں اس کتاب کو مختلف ابواب اور حصوں میں تقسیم کروں اور ان ابواب میں سے ہر باب میں ذکر کروں، ان ناسخ اور منسوخ احادیث کو جو اس سلسلے میں ہیں اور علماء کی تاویلات کو اور ایک دوسرے کے خلاف فقہاء کے استدلال کو اور ان میں سے اس شخص کے حق میں حجت قائم کرنے کو جس کا قول میرے نزدیک ثابت ہے کتاب یا سنت یا اجماع یا صحابہ اور تابعین کے متواتر اقوال سے ایسی چیزوں کے ذریعے کہ جن سے اس جیسا حکم ثابت کرنا صحیح ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ب احادیث متعارضہ کے درمیان رفع تعارض کے بارے میں امام طحاویؒ کا طرز عمل:

متعارض احادیث سے امام طحاویؒ نے دو طریقوں سے تعارض کو دور کیا ہے ایک نسخ کے ذریعے دوسرا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ المجمع علیھا کی تائید سے معمول بہا کے علم کے ذریعے سے جن دونوں قاعدوں کی تفصیل ۱۴۳۲ھ سوال۔۱، جزء (ب) میں گذر چکی ہے۔

سوال۔۲، صفحہ متن: ۲۵

۱۴۲۸ھ

إنَّا رَأَيْنَا أَشْيَاءَ لا يُدْخَلُ فِيهَا إِلَّا بِكَلامٍ ،مِنهَا الْعُقُودُ الَّتِي يَعْقِدُهَا بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ مِنَ الْبِيَاعَاتِ وَالْإِجَارَاتِ وَالْمُنَاكَحَاتِ وَالْخُلْعِ وَمَا أَشْبَهَ ذَالِكَ فَكَانَتْ تِلْكَ الْأَشْيَاءُ لَا تَجِبُ إِلَّا بِأَقْوَالٍ وَ كَانَتِ الْأَقْوَالُ مِنْهَا إِيجَابٌ وَأَشْيَاءُ تُدْخَلُ فِيهَا بِأَقْوَالٍ وَ هِيَ الصَّلَاةُ وَ الْحَجُّ فَتُدْخَلُ فِي الصَّلَاةِ بِالتَّكْبِيرَةِ وَ فِي الْحَجِّ بِالتَّلْبِيَةِ ، ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى التَّسْمِيَةِ فِي الْوُضُوءِ هَلْ تُشْبِهُ شَيْأً مِنْ ذَالِكَ فَرَأَيْنَاهَا غَيْرَ مَذْكُورٍ فِيهَا إِيجَابُ شَيْئٍ كَمَا كَانَ فِي النِّكَاحِ وَ غَيْرِهٖ ،وَلَمْ تَكُنِ التَّسْمِيَةُ أَيْضًا رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِ الْوُضُوءِ كَمَا كَانَ التَّكْبِيرُ رُكْنًا مِنْ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



أَرْكَانِ الصَّلَاةِ وَكَمَا كَانَتِ التَّلْبِيَةُ رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِ الْحَجِّ فَبَطَلَ بِذَالِكَ قَوْلُ مَنْ قَالَ أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهَا فِي الْوُضُوْءِ.

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

ب مطلب تحریر کریں۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

تحقیق کہ ہم نے دیکھا کچھ چیزوں کو کلام سے ہی شروع کیا جاسکتا ہے، ان میں سے ایک تو وہ عقود ہیں جن کو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ منعقد کرتے ہیں، یعنی بیع، اجارہ، نکاح، خلع، اور اس جیسے پس یہ چیزیں صرف اقوال سے ہی ثابت ہوتی ہیں، اور ان میں اقوال ایجاب ہیں، اور کچھ اور بھی چیزیں ہیں جن کو اقوال سے شروع کیا جاتا ہے، اور وہ نماز اور حج ہیں، چنانچہ نماز کو تکبیر سے اور حج کو تلبیہ سے شروع کیا جاتا ہے، پھر ہم نے تسمیہ فی الوضو کے مسئلہ کی طرف رجوع کیا، کیا وہ ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی کے مشابہ ہے؟ تو ہم نے دیکھا کہ تسمیہ میں کسی چیز کا ایجاب مذکور نہیں ہے جیسا کہ نکاح وغیرہ میں ہے، اور تسمیہ وضو کے ارکان میں سے بھی نہیں ہے، جیسا کہ تکبیر نماز کے ارکان میں سے ہے اور تلبیہ حج کے ارکان میں سے ہے، لہٰذا ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جو کہتے ہیں کہ وضو میں تسمیہ ضروری ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## ب عبارت کا مطلب:

عبارت مذکورہ سے امام طحاویؒ کا مقصد جمہور کا مذھب تسمیہ علی الوضو کے عدم وجوب کو عقلی دلیل سے ثابت کرنا ہے، فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کو شروع کرنے میں اقوال کا دخل ہے وہ دو طرح کی ہیں، (۱) جو قول ہی سے وجود میں آتی ہیں جیسا کہ بیع، اجارہ، نکاح، خلع وغیرہ (۲) وہ چیزیں جو صرف بولنے سے ہی وجود میں نہیں آتی بلکہ ان کے ساتھ فعل کا ہونا ضروری ہے، جیسے نماز، حج وغیرہ نماز تکبیر سے اور حج تلبیہ سے شروع ہوتا ہے، لیکن صرف تکبیر سے اور تلبیہ ہی سے نماز اور حج وجود میں نہیں آتا بلکہ فعل بھی ضروری ہے، پہلی قسم کی اشیاء میں کلام رکن کا درجہ رکھتا ہے اور دوسری قسم کی اشیاء میں شرط کا درجہ رکھتا ہے، تو اب ہم نے تسمیہ علی الوضوء کو دیکھا کہ وہ ان میں سے کس قسم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے، تو دیکھا کہ تسمیہ سے وضو وجود میں نہیں آتا تو پہلی قسم سے خارج ہو گیا، اور تسمیہ وضو کیلئے شرط نہیں جیسا کہ تکبیر تحریمہ اور تلبیہ نماز اور حج میں شرط ہے، تو اس سے ثابت ہوا کہ تسمیہ وضو کیلئے نہ رکن ہے اور نہ شرط، لہذا اس سے ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جنھوں نے تسمیہ کو وضو کیلئے ضروری اور واجب کہتے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


سوال _۳، صفحہ متن: ۴۱

۱۴۲۸ھ

عن عائشة ؓ قالت كنت أفرك المنى من ثوب رسول الله ﷺ
فذهب الذاهبون إلىٰ أن المنى طاهر و خالفهم فى ذلك آخرون
فقالوا بل هو نجس

سوال:

الف الذاهبون اور آخرون کے مصداق کو متعین کریں۔

ب الذاهبون اس سے طہارت منی پر کس طرح استدلال کرتے ہیں؟

ج آخرون اس حدیث کے جواب میں اس کپڑے کو کس قسم پر محمول کرتے ہیں؟ اور
اس پر محمول کرنے سے کیا منی کی نجاست ثابت ہوسکتی ہے؟

د امام طحاویؒ نے اس کی ناپاکی کے لئے کیا نظر بیان کی ہے؟ تحریر کریں۔

جواب:

الف الذاهبون اور آخرون کا مصداق: سوال_۳، جزء (ج) ۱۴۳۵ھ میں گذر چکا

ب فریق اول کا حدیث مذکورہ سے طریق استدلال: ۱۴۳۰ھ سوال_۲، جزء
(ب) میں گذر چکا ہے۔

---

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


## ج فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب:

حدیث مذکور میں جس کپڑے کا بیان ہے اس سے ثیاب نوم مراد ہے نہ کہ ثیاب صلوٰۃ ہے لہٰذا یہ حدیث ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتی ہے کیوں کہ اگر ثیاب نوم میں کوئی نجاست مثلا پاخانہ پیشاب، خون وغیرہ لگ جائے تو ہمارے نزدیک بھی اس ناپاکی کے ساتھ اس کپڑے میں سونا جائز ہے ہاں اس وقت یہ حدیث ہمارے خلاف حجت ہوتی جبکہ ہم اس میں سونے کو ناجائز قرار دیتے۔

## د منی ناپاک ہونے کے متعلق امام طحاوی کی نظر:

امام طحاویؒ نظر پیش کر رہے ہیں کہ یہ بات مسلم ہے کہ منی حدث اکبر ہے اس لئے کہ اسکی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے اب ہم ان تمام چیزوں پر نظر ڈالتے ہیں جو شریعت کی نظر میں حدث ہے مثلا پیشاب، پاخانہ، حیض، نفاس وغیرہ ان تمام کا خروج بھی حدث ہے اور یہ تمام اشیاء فی نفسہ بھی نجس ہیں لہٰذا قیاس کا تقاضہ ہے کہ منی جو بالاتفاق حدث ہے وہ بھی فی نفسہ نجس ہو البتہ چونکہ نبی علیہ السلام سے متعدد روایات میں منی کے محض کھرچنے پر اکتفا کرنا بھی ثابت ہے اس لئے ہم منی کے خشک ہونے کی صورت میں صرف اس کے کھرچ دینے کو جائز قرار دیتے ہیں اور اس کو بھی منی کی نجاست کے دور کرنے کا ایک طریقہ سمجھتے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال۔۴،صفحہ متن:۷۲

۱۴۲۸ھ

عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّمَا یُغْسَلُ مِنَ الْأُنْثٰی وَ یُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّکَرِ فَذَھَبَ قَوْمٌ إِلَی التَّفْرِیْقِ بَیْنَ حُکْمِ بَوْلِ الْغُلَامِ وَ بَوْلِ الْجَارِیَةِ وَ خَالَفَھُمْ فِیْ ذَالِکَ آخَرُوْنَ فَسَوَّوْا بَیْنَ بَوْلَیْھِمَا.

سوال:

الف قوم وآخرون کے مصداق کو متعین کریں؟

ب اور آخرون اس حدیث کا کیا جواب دیتے ہیں، آپ اسکو بطرز طحاوی تحریر کریں۔

جواب:

(تنبیہ) اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے ۱۴۳۶ھ، سوال۔۴، جزء(ج) کے ماتحت ایک ملاحظہ پیش کیا گیا ہے پہلے اسکو ذہن نشین کر لیجئے تو مسئلہ مشکل معلوم نہیں ہوگا۔

قوم وآخرون کا مصداق:

قوم سے مراد: امام شافعیؒ، امام احمد، اسحاق، ابوثور، ابن وہب، اوزاعی وغیرہ ہیں۔

آخرون سے مراد: امام ابوحنیفہؒ، امام مالک، سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی وغیرہ ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ب فریق ثانی کی طرف سے حدیث الباب کا جواب سوال۔۵، جزء(ج)

۱۴۳۴ھ میں گذر چکا۔

سوال۔۵، صفحہ متن: ۸۴/۸۵

۱۴۲۸ھ

عن عمارؓ قال کنت مع رسول الله ﷺ حين أنزلت آية التيمم فضربنا ضربة واحدة للوجه ثم ضربنا ضربة لليدين إلى المنكبين ظهرا وبطنا فذهب قوم إلى هذا وخالفهم فى ذلک آخرون فافترقوا فرقتين.

سوال:

الف قوم سے کون لوگ مراد ہیں؟ آخرون میں دو فرقے ہیں؟ آپ دونوں کی تعیین پر تفصیل لکھیں۔

ب آخرون نے قوم کی حدیث کا جو جواب دیا ہے اور جسے امام طحاوی نے نقل کیا ہے آپ اس کو تحریر کریں؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


جواب:

الف قوم کا مصداق:

قوم سے مراد: امام زہریؒ، محمد بن سلمہ وغیرہ ہیں۔

آخرون کے دونوں فرقوں کی تعیین:

(۱) امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ، امام اوزاعیؒ، وغیرہ فرماتے ہیں کہ تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ گٹوں تک ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک ہاتھوں کا وظیفہ گٹوں تک واجب ہے اور کہنیوں تک مستحب ہے۔

(۲) حضرت امام ابوحنیفہؒ اور جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ کہنیوں تک ہے۔

ب آخرون کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب بطرز طحاویؒ:

امام طحاوی نے فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کا یہ جواب دیا ہے کہ عمار بن یاسر کی مذکورہ حدیث میں صرف صحابہ کا فعل بتایا گیا ہے یہ نہیں کہا گیا کہ نبی ﷺ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ آیت تیمم ایک وقت میں پوری نازل نہ ہوئی ہو بلکہ اولاً صرف ،، فتیمموا صعیدا طیبا،، اتنا حصہ ہی نازل ہوا ہو، جس میں صرف تیمم کا حکم دیا گیا، اس کا طریقہ نہیں بیان کیا گیا۔ اسی وجہ سے صحابہ کا عمل مختلف ہو گیا، چنانچہ بعض صحابہ نے رسغین تک مسح کیا اور بعض نے کہنیوں تک اور بعض نے نصف ساعد تک اور بعض نے منکبین

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



تک نیز اس میں نہ تو تیمّم کا وقت بتایا گیا ہے اور نہ کوئی متعینہ عضو بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ محض تیمّم کا حکم دیا گیا۔ پھر بعد میں آیت کا دوسرا حصہ ,,فامسحوا بوجوهكم وأيديكم منه، ،نازل ہوا جس میں تیمّم کا طریقہ بتایا گیا جیسا کہ حدیث عائشہ میں اس کی تفصیل موجود ہے، لہذا حدیث عمارؓ میں مذکورہ احتمال موجود ہونے کی بناء پر فریق اول کا اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہے۔

سوال ا۔ صفحہ متن:١٠

١٤٢٧ھ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِیؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ تُلْقٰى فِيهَا الجِيَفُ وَالْمَحَائِضُ فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُ.

سوال:

الف حدیث پاک پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب مسئلہ میاہ میں ائمہ کرام کا جو اختلاف ہے اس کو مفصل تحریر فرمایئے۔

ج حدیث مذکور احناف کے موافق ہے یا مخالف؟ اگر مخالف ہے تو امام طحاویؒ کے طرز پر جواب تحریر فرمایئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف حدیث پاک کا ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بئر بضاعہ کے پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے، تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کنواں میں تو مردار جانور، اور حیض کے چیتھڑے ڈالے جاتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

ب مسئلۂ میاہ میں ائمہ کرام کا اختلاف: ۱۴۳۴ھ سوال ۔۱، جزء (ب) میں گذر چکا ہے۔

ج حدیث مذکور احناف کے مخالف ہے: اس کا جواب بطرز امام طحاویؒ، ۱۴۳۳ھ سوال ۔۱، جزء (ج) میں گذر چکا ہے۔

سوال ۔۲، صفحۂ متن: ۱۷

۱۴۲۷ھ

عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءً فَجَائَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنهُ فأصغى لها أبو قتادة الإناء حتى شربت قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ .

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب سور ہرہ میں ائمہ کرام کا جو اختلاف ہے مع تعیین اسماء ذکر فرمایئے، اور حدیث مذکور اگر امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ہے تو بطرز امام طحاویؒ جواب دیجئے۔

ج اور امام طحاویؒ نے جو نظر اس مسئلہ پر ذکر فرمائی اس کو مفصل ذکر فرمایئے۔

جواب:

الف حدیث شریف کا ترجمہ:

حضرت کبشہ بنت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے اور وہ حضرت ابوقتادہؓ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں، کہ ابوقتادہ ہمارے یہاں آئے تو میں ان کے لئے وضو کا پانی انڈیلنے لگی اتنے میں ایک بلی آئی اور اس نے اس سے پینے چاہا تو ابوقتادہ نے اس کے لے برتن جھکا دیا حتی کہ بلی نے پانی پی لیا، کبشہ کہتی ہیں ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں (تعجب سے) ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے فرمایا بھتیجی! کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے، کبشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلی ناپاک نہیں ہے یہ تو تمہارے پاس آنے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جانے والوں میں سے ہے۔

ب سورہرہ کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف مع تعیین اسماء:

(۱) امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، اور امام ابو یوسفؒ، کے نزدیک اور امام محمدؒ، کی غیر محقق روایت میں یہ ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے یہی لوگ ,,فذهب قوم الى هذه الآثار،، کے مصداق ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، امام زفرؒ، حسن ابن زیادؒ، حسن بصریؒ، اور امام محمدؒ کی محقق روایت کے مطابق بلی کا جھوٹا مکروہ ہے، اور ,,وخالفهم فی ذلك کے مصداق یہی لوگ ہیں۔

نوٹ: پھر احناف کے درمیان اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی اس سلسلہ میں امام طحاویؒ کی رائے یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے اور کرخیؒ فرماتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے، اور یہی احناف کے یہاں مختار قول ہے۔

حدیث مذکور کا جواب بطرز امام طحاویؒ:

حدیث مذکور مسلک احناف کے خلاف ہے، امام طحاویؒ نے اس کا دو جواب دیا ہے۔

(۱) پہلا جواب ۱۴۳۵ھ سوال۔۱، جزء (ج) میں گذر چکا۔

(۲) دوسرا جواب امام طحاویؒ یہ دیتے ہیں کہ کتوں کا گھر یا کھیتی کی حفاظت کے لئے رکھنا اور شکار کے لئے استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے، لیکن ان کا جھوٹا ناپاک ہے، تو اسی طرح آپؐ کا قول ,,إنها ليست بنجس،، کا مطلب یہ ہے کہ بلیوں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



کا چوہوں کے شکار کے لئے یا موذی جانوروں سے حفاظت کے لئے گھروں میں رکھنا مکروہ نہیں ہے،ان کے جھوٹے کا حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ وہ مکروہ ہے یا نہیں،تو جس کا ذکر حدیث میں نہیں ہے اس پر حدیث مذکور سے استدلال کرنا کیوں کر صحیح ہوگا؟

سوال ۔۳،صفحہ متن:۴۴

۱۴۲۷ھ

عن هشام بن عروة عن أبيه عن أبي الأيوب الأنصاريؓ عن أبي بن كعبؓ أن رسول الله ﷺ قال ليس في الإكسال إلا الطهور۔

سوال:

الف حدیث پاک کا ترجمہ کیجئے۔

ب مجامعت بلا انزال سے وجوب غسل اور عدم وجوب غسل میں علماء سلف میں جو اختلاف ہوں مفصل تحریر فرمایئے،ائمۂ اربعہ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟اگر حدیث مذکورہ اسکے خلاف ہے تو وہ حضرات حدیث کا کیا جواب دیتے ہیں؟اس مسئلہ میں امام طحاوی نے تین نظریں ذکر فرمائی ہیں ان میں سے لاعلی التعیین دو کو ذکر فرمائیں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



جواب:

الف حدیث پاک کا ترجمہ:

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے وہ ابو ایوب انصاری سے وہ ابی بن کعب بن روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اکسال کی صورت میں صرف وضو ہے۔

ب مجامعت بغیر انزال سے وجوب غسل اور عدم وجوب غسل کے بارے میں علماء سلف کا اختلاف:

(۱) حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ ابی بن کعبؓ اور جمہور انصاریؓ وغیرہ اس بات کے قائل تھے کہ التقاء ختانین سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

(۲) حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرات عبادلہ ثلاثہؓ اور جمہور مہاجرین وغیرہ اس بات کے قائل تھے کہ التقاء ختانین سے غسل واجب ہو جاتا ہے، اور ائمہ اربعہ بھی اس دوسری جماعت (حضرت صدیق اکبرؓ اور جمہور مہاجرین) کے ساتھ ہیں۔

نوٹ: یہ اختلاف صحابہ کرام کے درمیان حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کے زمانہ میں ختم ہو چکا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب:

فریق ثانی نے حدیث مذکور کا یہ جواب دیا کہ حدیث مذکور جس میں اکسال کی صورت میں عدم وجوب غسل کا حکم دیا گیا ہے وہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ کی وہ روایات جن میں محض التقاء ختانین سے غسل کو واجب کہا گیا ہے کے معارض ہے، تو جب روایات میں تعارض ہو گیا تو حدیث مذکور سے استدلال کرنا درست نہ ہوگا۔

## اس سلسلہ میں نظر طحاوی:

(۱) امام طحاویؒ اس مسئلہ میں نظر پیش کر رہے ہیں کہ اگر پوری شریعت کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ التقاء ختانین پر جو حکم لگتا ہے وہی حکم انزال تک باقی رہتا ہے انزال کی وجہ سے کوئی دوسرا حکم نہیں لگتا مثلاً اگر کسی نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو محض التقاء ختانین کی وجہ سے دونوں پر حد واجب ہو جائیگی پھر اس کے بعد انزال کی وجہ سے اس حد کے علاوہ کوئی دوسری سزا واجب نہیں ہوگی، اسی طرح کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ وطی بالشبہ کی گئی تو مرد پر محض التقاء ختانین کی وجہ سے مہر واجب ہو جائیگا، پھر اس کے بعد انزال ہو تو اس انزال کی وجہ سے کوئی دوسری چیز واجب نہیں ہوگی، ان دو مثالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حکم ثابت کرنے میں صرف التقاء ختانین کا دخل ہے، انزال کا کوئی دخل نہیں اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ جس شخص نے جماع کیا اور انزال ہو گیا تو غسل کا وجوب التقاء ختانین سے ہوگا، نہ کہ انزال سے لہٰذا ثابت ہوا کہ موجب غسل التقاء

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ختانین سے ہے خواہ اس کے ساتھ انزال ہو یا نہ ہو۔

(۲) حضرت عمرؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ انصار کی عورتیں جو یہ فتویٰ دیتی ہیں کہ جماع بدون انزال کی صورت میں عورت پر غسل واجب ہے مرد پر نہیں، ان کا یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ التقاء ختانین سے مطلقا مرد وعورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس اثر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انصار کی عورتیں "الماء من الماء" والی روایت کے حکم کو صرف مردوں کے ساتھ خاص سمجھتی تھیں، اور عورتوں کو اس سے مستثنیٰ خیال کرتی تھیں حالانکہ ہم نے دیکھا کہ جماع مع الانزال کی صورت میں مرد وعورت کا حکم یکساں ہے یعنی دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے پس قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جماع بدون انزال کی صورت میں بھی مرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہو یعنی دونوں پر غسل واجب ہو۔

سوال نمبر ۴، صفحہ متن: ۵۶

۱۴۲۷ھ

عن جابرؓ بن سمرة قال سئل رسول الله ﷺ أنتوضأ من لحوم الإبل قال نعم قال أفنتوضأ من لحوم الغنم قال لا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال:

الف اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کے ٹوٹ جانے میں ائمہ کرام کا کیا اختلاف ہے اس اختلاف کو مفصل بیان فرما کر بتائیے کہ حدیث مذکور جمہور ائمہ کے موافق ہے یا مخالف، اگر مخالف ہے تو اس کا جواب بطرز طحاوی تحریر فرمائیں۔

جواب:

الف اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جانے کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف: ۱۴۳۱ھ سوال۔۴، جزء (الف) میں گذر چکا ہے۔

حدیث مذکور کا جواب:

حدیث مذکور جمہور فقہاء کے مخالف ہے، لہٰذا امام طحاویؒ نے جمہور فقہاء کی طرف سے اس کا جواب دیا ہے۔

(۱) آپؐ نے اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا جو حکم فرمایا ہے اس میں احتمال ہے کہ وضو سے مراد وضو شرعی نہ ہو بلکہ وضوء لغوی یعنی غسل ید مراد ہو اور اونٹ اور بکری کے درمیان فرق اس وجہ سے کیا ہو کہ اونٹ کے گوشت کے اندر چکنائی زیادہ ہوتی ہے، نیز ایک قسم کی بدبو ہوتی ہے اسلئے آپؐ نے اس کے ازالے کے لئے ہاتھ منہ دھونے کا حکم فرمایا، اور بکری کے گوشت میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے اسلئے وہاں یہ حکم نہ دیا ہو۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور حدیث جابرؓ سے منسوخ ہے، جس میں اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



بات کی صراحت ہے کہ آپ ﷺ کا آخری عمل ترک الوضوء مما مسّت النار، تھا اور چونکہ اونٹ کا گوشت بھی مامسّت النار میں داخل ہے لہٰذا یہ روایات بھی منسوخ ہیں

سوال۔۵، صفحہ متن: ۹۳

۱۴۲۷ھ

عن عبد الله بن مسعودؓ أن رسول الله ﷺ نهي أن يستطيب أحد بعظم أو بروثة

سوال:

الف استنجاء بالعظام میں فقہاء کا کیا اختلاف ہے آیا اس سے استنجاء کرنے سے طہارت حاصل ہوگی یا نہیں؟ اگر اس سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے تو حضور ﷺ نے اس سے استنجاء کرنے کی ممانعت کیوں فرمائی ہے؟ سمجھ کر جواب دیجئے۔

جواب:

الف استنجاء بالعظام میں فقہاء کے درمیان اختلاف اور حضور ﷺ کا ہڈی سے استنجاء کرنے کو منع کرنے کی وجہ: ۱۴۳۰ھ سوال۔۴، جزء (الف) میں گذر چکا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



# سوالاتِ زائدہ مع جوابات

سوال۔۱، صفحہ متن: ۹۷

عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ فَذَهَبَ إِلَى هٰذَا قَوْمٌ وَقَالُوْا لَا يَنْبَغِي لِلْجُنُبِ أَنْ يَطْعَمَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا بَأْسَ أَنْ يَطْعَمَ وَ إِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ.

سوال:

الف عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب قوم اور آخرون کا مصداق بتائیے، نیز فریق ثانی کے دلائل تحریر کیجئے۔

ج فریق ثانی نے حدیث مذکورہ کا کیا جواب دیا ہے تحریر کیجئے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت اسودؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حالت جنابت میں کچھ کھانے کا ارادہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تھے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



تو کچھ لوگ اس اثر کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ جنبی کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کچھ کھائے جب تک وہ وضو نہ کر لے اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے انکی مخالفت کی اور کہا کہ جنبی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر چہ اس نے وضو نہ کیا ہو۔

## ب قوم اور آخرون کا مصداق:

قوم سے مراد: داؤد ظاہری، ابن حبیب مالکی وغیرہ ہیں۔

آخرون سے مراد: امام ابوحنیفہؒ، صاحبین، امام مالک، امام شافعی، اسحاق بن راہویہ، سعید بن مسیب، مجاہد وغیرہ ہیں۔

## فریق ثانی کے دلائل:

(۱) عن عائشةؓ قالت: كان رسول الله ﷺ إذا أراد أن يأكل وهو جنب غسل كفيه.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب حالت جنابت میں کچھ کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو دھوتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کیلئے کھانے سے پہلے وضو کرنا واجب نہیں ہے۔

(۲) عن ابن عباسؓ أن رسول الله ﷺ خرج من الخلاء فقيل له ألا تتوضأ؟ فقال أريد الصلاة فأتوضأ؟ فأخبر أنه لا يتوضأ إلا للصلاة.

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ وضو نہیں فرمائینگے؟ تو آپ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



نے فرمایا کیا میں نماز کا ارادہ کررہا ہوں کہ وضو کروں؟ پھر آپؐ نے اس بات کی خبر دی کہ وضو صرف نماز کیلئے کیا جاتا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ وضو صرف نماز کیلئے ہوتا ہے کھانے، پینے، اور سونے کیلئے ضروری نہیں ہوتا لہذا جنبی پر بھی کھانے، پینے، اور سونے کیلئے وضو واجب نہیں ہوگا۔

## ج فریق ثانی کی طرف سے حدیث مذکورہ کا جواب:

حضرت عائشہؓ کی مذکورہ روایت جو فریق اول کا متدل ہے وہ منسوخ ہوچکی ہے اور یہ روایت آیتِ وضو کے نزول سے پہلے کی ہے، کیونکہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا جاتا ہے اور آیت وضو کے نزول سے پہلے بغیر وضو ذکر اللہ کرنا درست نہیں تھا پھر آیت وضو کے نزول کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا جیسا کہ ,, باب ذکر الجنب و الحائض،، میں ایک روایت گذری ہے جس میں یہ ہے کہ آپؐ جب بیت الخلاء سے تشریف لاتے تو فوراً وضو فرمالیا کرتے تھے اور وضو سے پہلے کسی سے سلام وکلام بھی نہیں کرتے تھے، اور آپ کا یہ عمل آیت وضو کے نزول سے پہلے تھا، مگر آیت وضو کے نازل ہونے کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا، اس کے بعد آپؐ صرف نظافت کیلئے ہاتھ دھویا کرتے تھے وضو نہیں کرتے تھے۔

سوال ۔۲، صفحہ متن: ۹۱

فَإِنْ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فِي وُجُوبِ ذَالِكَ بِمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ سَعْدٍ فَذُكِرَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ ابْنُهُ فَلَمْ أَغْتَسِلْ فَقَالَ سَعْدٌ مَا كُنْتُ أَرٰى مُسْلِمًا يَدَعُ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَعَنْ طَاؤُسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَؓ يَقُوْلُ حَقٌّ لِلّٰهِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْتَسِلُ وَ يَغْسِلُ مِنْهُ كُلَّ شَيْئٍ وَ يَمَسُّ طِيبًا إِنْ كَانَ لِأَهْلِهِ .

سوال:

الف اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔

ب امام طحاویؒ نے مذکورہ عبارت سے کس بات کو بیان کیا ہے؟ مکمل وضاحت کریں۔ نیز اسکا حل بطرز طحاوی لکھیے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

پھر اگر کوئی استدلال کرنے والا وجوب غسل کے سلسلہ میں اس روایت سے استدلال کرے جو مروی ہے حضرت عبداللہ بن حارثؓ سے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت سعدؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، پس جمعہ کے دن کے غسل کا تذکرہ آ گیا تو انکے صاحبزادے نے کہا کہ میں نے غسل تو نہیں کیا، تو حضرت سعدؓ نے فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو ترک کرتا ہوگا۔

اور حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرماتے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


ہوئے سنا کہ ہر مسلمان کے ذمہ اللہ کا حق واجب ہے کہ وہ ہر سات دن میں غسل کرے اور اپنے ہر عضو کو دھوئے اور خوشبو لگائے اگر اسکے پاس موجود ہو۔

ب عبارت مذکورہ میں امام طحاویؒ نے فریق اول کی طرف سے فریق ثانی پر ایک اشکال کا ذکر کیا ہے۔

## اشکال مع جواب:

اشکال: مذکورہ دونوں روایات جمعہ کے دن غسل کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ پہلی روایت میں حضرت سعدؓ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو ترک کرتا ہوگا۔ اور دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا: ہر مسلمان کے ذمہ اللہ کا حق واجب ہے کہ وہ ہر سات دن میں غسل کرے اور اپنے ہر عضو کو دھوئے۔ لہذا آپ حضرات کا یہ کہنا کہ غسلِ جمعہ محض سنت ہے واجب نہیں یہ بات صحیح نہیں ہے۔

جواب: حضرت سعدؓ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے جو فرمایا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو چھوڑ دیگا اس کا منشأ یہ تھا کہ یوم جمعہ میں غسل کی بہت زیادہ فضیلت ہے، اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان اتنی بڑی فضیلت کو جو معمولی محنت سے حاصل ہو جاتی ہے، اسکو ترک کریگا۔

اور حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت کا جواب یہ ہے: کہ حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت میں غسل کے ساتھ ساتھ خوشبو لگانے کا بھی ذکر ہے اور اس بات کا کوئی قائل نہیں ہے کہ خوشبو لگانا واجب ہے بلکہ سب اسکو مستحب کہتے ہیں، لہذا غسل کا بھی یہی حکم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ہوگا۔ نیز حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے واقعہ میں جسکو اسی باب میں ذکر کیا گیا ہے وہاں اس مجلس میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی موجود تھے، تو اگر غسل انکے نزدیک واجب ہوتا تو حضرت ابو ہریرہؓ اس وقت خاموش نہ رہتے، بلکہ حضرت عثمانؓ کو ضرور ٹوکتے، لہذا انکا خاموشی اختیار کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ انکے نزدیک غسل واجب نہیں تھا۔

سوال۔۳، صفحہ متن: ۸۸/۸۹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَؓ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَؓ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ أَلَا كُلُّ مُحْتَلِمٍ الرَّوَاحُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَ عَلَى مَنْ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ الْغُسْلُ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى إِيْجَابِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاحْتَجُّوا فِي ذَالِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ وَ خَالَفَهُمْ فِي ذَالِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوا لَيْسَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِوَاجِبٍ.

سوال:

الف۔ ترجمہ کیجئے۔

ب جمعہ کے دن غسل کے وجوب اور عدم وجوب کے سلسلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


بیان کریں۔

ج مذکورہ روایت اگر جمہور کے خلاف ہے تو انہوں نے اسکا کیا جواب دیا ہے، اور اپنے مسلک پر کیا دلیل پیش کی ہے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کیا تم لوگوں نے نہیں سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: جب تم میں سے کوئی جمعہ کیلئے آئے تو غسل کرلے حضرت عبداللہ بن عمر حضرت حفصہؓ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بالغ شخص کے ذمہ جمعہ کیلئے نکلنا ہے، اور ہر اس شخص کے ذمہ جو جمعہ کیلئے نکلے غسل ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ جمعہ کے دن وجوب غسل کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے اس سلسلہ میں ان آثار سے استدلال کیا ہے، اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں انکی مخالفت کی، اور کہا کہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں ہے۔

ب جمعہ کے دن وجوب اور عدم وجوب غسل کے بارے میں ائمہ کا اختلاف:

ائمہ کرام کے مذاہب:

(۱) اصحاب ظواہر، حسن بصری، سفیان ثوری، اور عطا بن رباحؒ وغیرہ فرماتے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



ہیں کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے غسل کرنا واجب ہے۔

(۲) ائمہ اربعہ، اور جمہور فقہاء ومحدثین فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

ج جمہور کے طرف سے مذکورہ روایت کا جواب:

مذکورہ روایت میں جو غسل کا حکم دیا گیا ہے وہ واجب لعینہ نہیں بلکہ واجب لغیرہ ہے، یعنی کچھ وجوہات اور علت کی بناء پر اس غسل کا حکم دیا گیا تھا، اور وہ علت کیا تھی، خود حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام محنت کش تھے اور موٹے اونی کپڑے پہنتے تھے، جس کی وجہ سے انکو پسینہ زیادہ آتا تھا، تو جب وہ حضرات مسجد میں آتے تو مسجد کی چھت نیچی ہونے کی بناء پر ناگوار بو مسجد میں پھیل جاتی تھی، اس وجہ سے آپ ﷺ نے غسل کرنے اور خوشبو لگانے کا حکم دیا تھا، پھر بعد میں یہ صورت حال باقی نہیں رہی، تو جب وہ علت مرتفع ہوگئی، تو وجوب کا حکم بھی مرتفع ہوگیا، اس لئے اب غسلِ جمعہ واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے، اور یہی بات حضرت عائشہؓ نے بھی مختصراً بیان کیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ ان راویوں میں سے ہیں، جنہوں نے وجوب غسل کی روایت نقل کی ہیں، اور یہاں انکا فتوی اپنے روایت کے خلاف ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وجوب غسل والی روایتیں منسوخ ہیں، لہذا آپ حضرات کا ان سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## جمہور کے دلائل:

(۱) عن أنس قال قال رسول الله ﷺ من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل حسن.

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن وضو کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ اور بھی اچھا ہے۔

(۲) عن عكرمة قال سئل ابن عباس عن الغسل يوم الجمعة أواجب هو؟ قال لا ولكنه طهور و خير، فمن اغتسل فحسن، و من لم يغتسل فليس عليه بواجب.

عکرمہ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ واجب ہے؟ تو ابن عباس نے فرمایا نہیں بلکہ وہ پاکی کا ذریعہ ہے اور بہتر ہے، لہذا جو شخص غسل کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے اس پر واجب نہیں ہے۔

سوال ۔۴، صفحہ متن: ۹۷۔۹۸

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْرُوِیَ عَنْهُ إِنَّهُ كَانَ يَطُوْفُ عَلَى نِسَائِهِ فَكَانَ يَغْتَسِلُ كُلَّ مَا جَامَعَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سوال:

الف عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

ب مسئلہ باب واضح کر کے اختلاف ائمہ مع دلائل تحریر کریں۔

ج ,, فإن قال قائل ،، سے ذکر کردہ اعتراض مع جواب مفصل تحریر کیجیے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بیوی کے پاس آئے، پھر دوبارہ آنے کا ارادہ کرے تو اسکو چاہیے کہ وہ وضو کر لے۔ پھر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبی ﷺ کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ باری باری اپنے ازواج کے پاس جاتے تھے اور جب بھی ان میں سے کسی کے ساتھ جماع کرتے تو آپ ﷺ غسل کر لیا کرتے تھے۔

ب مسئلۂ باب کی وضاحت:

اس باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص جماع کرے پھر کچھ توقف کے بعد دوبارہ جماع کرنا چاہے تو اس پر وضو واجب ہے یا نہیں ہے؟

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



## مسئلہ باب میں اختلاف ائمہ مع دلائل:

ائمہ کرام کے مذاہب :

(۱) داؤد ظاہری، ابن حبیب مالکی، عطا بن رباح، حسن بصری، ابن سیرین، عکرمہ وغیرہ کے نزدیک وضو کرنا واجب ہے۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک وضو کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، نیز امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مستحب بھی نہیں ہے۔

داؤد ظاہری وغیرہ کی دلیل:

(۱) عن أبی سعید الخدریؓ قال قال رسول الله ﷺ إذا أتی أحدکم أهله ثم أراد أن یعود فلیتوضأ.

اس حدیث میں وضو کے بارے میں صیغہ امر استعمال کیا گیا جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

ائمہ اربعہ اور جمہور کی دلیل:

(۱) إن رسول الله ﷺ کان یجامع ثم یعود ولا یتوضأ.

حدیث مذکور وضو کے عدم وجوب پر صریح دلیل ہے۔

ج امام طحاویؒ کا ذکر کردہ اعتراض مع جواب:

اعتراض: حضرت ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن میں جب متعدد ازواج سے جماع فرماتے تو ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ غسل کرتے تھے، تو آپ ﷺ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



سے پوچھا گیا کہ اگر سب کیلئے ایک ہی غسل کر لیتے تو کیا حرج تھا ؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ علیحدہ علیحدہ غسل کرنے میں زیادہ پاکیزگی اور نظافت ہے، تو اس حدیث کے اندر ہر ایک بیوی کیلئے علیحدہ علیحدہ غسل کرنا ثابت ہے تو ایک بیوی سے متعدد مرتبہ جماع کرنے میں اگر ہر مرتبہ غسل واجب نہ ہو تو کم از کم وضو تو واجب ہونا ہی چاہئے۔

جواب: (۱) حضرت ابورافعؓ کی روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا، هذا أزكى وأطهر وأطيب،، ان الفاظ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا غسل برائے نظافت تھا بطور وجوب نہیں تھا۔

(۲) حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات سے جماع فرما کر ایک غسل کیا ہے، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جماع سے وضو یا غسل واجب نہیں ہے۔

سوال ۔۵، صفحہ متن: ۶۸/۶۹

عن المهاجر أن النبي ﷺ كان يبول أو قال مررت به وقدبال فسلّمت عليه فلم يرّد عليّ حتى فرغ من وضوئه ثم رد عليّ، فذهب قوم إلى هذا فقال لا ينبغي لأحد أن يذكر الله تعالى بشيئ إلاوهو على حال يجوز له أن يصلى عليها، وخالفهم في ذالك آخرون فقالوا من سلّم عليه و هو على حال حدث تيمّم و ردّ عليه

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



السلام وإن كان في المصر و قالوا هي فيماسوى السّلام مثل قول أهل المقالة الأولى ،وخالفهم في ذالك آخرون فقالوا لا بأس أن يذكر الله تعالى في الأحوال كلهامن الجنابة وغيرها ،ويقرأ القرآن في ذالك،خلاف الجنابة و الحيض فانه لا ينبغي لصاحبهما أن يقرأ القرآن.

سوال:

الف عبارت کا ترجمہ کیجئے، نیز بتائیے کہ قوم اور دونوں آخرون سے کون لوگ مراد ہیں۔

ب مسئلۂ باب کی وضاحت کیجئے ،اوراس میں ائمہ کا اختلاف مدلل بیان کیجئے۔

ج اور فریق اول وثانی کے مستدلات کا امام طحاویؒ نے کیا جواب دیا ہے مفصل تحریر کیجئے۔

جواب:

الف عبارت کا ترجمہ:

حضرت مہاجر بن قنفذؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ استنجاء فرمار ہے تھے، یا فرمایا میں آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ آپؐ استنجاء کر کے فارغ ہوئے تھے، تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا مگر آپؐ نے جواب نہیں دیا، یہانتک کہ وضو سے فارغ ہو گئے پھر میرے سلام کا جواب دیا، تو کچھ لوگ اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa



حدیث کی طرف گئے اور کہا کہ کسی کیلئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالی کا ذکر کرے مگر جب کہ وہ ایسی حالت میں ہو کہ جس میں اس کیلئے نماز پڑھنا جائز ہو۔ اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے انکی مخالفت کی اور کہا کہ جس شخص کو سلام کیا جائے جبکہ وہ حدث کی حالت میں ہو تو وہ تیمم کر کے سلام کا جواب دیدے اگر چہ شہر میں ہو اور ان لوگوں نے سلام کے علاوہ میں وہی بات کہی ہے جو پہلے قول والوں نے کہی ہے اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے انکی مخالفت کی اور کہا ہے کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اللہ تعالی کا ذکر کیا جائے تمام احوال یعنی جنابت اور غیر جنابت میں اور قرآن کی تلاوت بھی کی جائے گی تمام احوال میں سوائے جنابت اور حیض کی حالت کے، اسلئے کہ ان دونوں حالت والوں کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت کریں۔

## قوم اور دونوں آخرون سے مراد:

قوم سے مراد: حضرت حسن بصری، مجاہد، عطاء، عکرمہ وغیرہ ہیں۔

پہلا آخرون سے مراد: امام حمیدی اور اھل حدیث وغیرہ ہیں۔

دوسرا آخرون سے مراد: ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین ہیں۔

## ب مسئلۂ باب کی وضاحت:

اس باب میں یہ مسئلہ ذکر کیا گیا کہ حالت جنابت میں تلاوتِ کلام اللہ اور دیگر اذکار

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


مثلاً سلام وغیرہ جائز ہیں یا نہیں؟

## ائمہ کرام کا اختلاف مع دلائل:

(۱) حضرت حسن بصری، مجاہد، عطاء، عکرمہ وغیرہ کے نزدیک بحالت حدث چاہے حدثِ اصغر ہو یا اکبر نہ تلاوت کلام اللہ جائز ہے اور نہ دیگر اذکار۔

(۲) امام حمیدی اور اہل حدیث وغیرہ کے نزدیک حالت جنابت میں تلاوت کلام اللہ اور دیگر اذکار جائز نہیں ہیں البتہ سلام کا جواب دینے کیلئے پانی موجود ہونے کی صورت میں اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔

(۳) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے نزدیک حالت جنابت میں تلاوت کلام اللہ کے علاوہ تمام اذکار جائز ہیں اور حدثِ اصغر کی حالت میں تلاوت کلام اللہ بھی جائز ہے۔

## فریق اول کی دلیل:

عن المهاجر أن النبي ﷺ كان يبول أو قال مررت به وقد بال فسلمت عليه فلم يرد علي حتى فرغ من وضوئه ثم رد علي .

مہاجر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پیشاب فرما رہے تھے، یا فرمایا میں آپؐ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ آپؐ نے استنجاء کر کے فارغ ہوئے تھے، تو میں آپؐ کو سلام کیا مگر آپؐ نے جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ وضو سے فارغ ہو گئے پھر میرے سلام کا جواب دیا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


## فریق ثانی کی دلیل:

(١)عن نافع قال: انطلقتُ مع ابن عمر إلی ابن عباس فی حاجة لابن عمر،فقضی حاجته فکان من حدیثه یومئذ أنه قال:مرّ رجلٌ علی رسول الله ﷺ فی سکّة من السّکک،وقد خرج من غائط أو بول فسلّم علیه فلم یردّ علیه السّلام حتّی کاد الرجلُ أن یتواری فی السّکة،فضرب بیدیه علی الحائط فتیمّم لوجهه،ثم ضرب ضربةً أُخری فتیمّم لذراعیه، قال:ثمّ ردّ علیه السّلام وقال أما أنّه لم یمنعنی أن أردّ علیک السّلام إلا أنّی کنتُ لستُ بطاهرٍ.

حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ انکی کسی ضرورت کی وجہ سے ابن عباسؓ کے یہاں گیا،ابن عمرؓ نے اپنی ضرورت کی تکمیل کی اورانکی اس دن بیان کردہ حدیث یہ تھی: کہ ایک شخص کسی گلی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا درانحالیکہ آپؐ استنجاء یا قضائے حاجت سے فارغ ہوکر نکلے تھے اوراس شخص نے آپؐ کوسلام کیا،تو آپؐ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا یہانتک کہ وہ شخص گلی میں غائب ہونے کے قریب ہوگیا،تو آپؐ نے اپنے ہاتھوں کودیوار پر مارااوراپنے چہرے پرتیمّم کیا پھرآپؐ نے دوسری مرتبہ ہاتھ مارااوراپنی کلائیوں پرتیمّم کیا،ابن عمرفرماتے ہیں: پھرآپؐ نے اس شخص کوسلام کا جواب دیااورفرمایا: سنو!تمہارے سلام کا جواب دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ میں طہارت کی حالت میں نہیں تھا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


## فریق ثالث کی دلیل:

(۱)عن عليؓ قال كان رسول الله ﷺ يعلمنا القرآن على كل حال إلا الجنابة.

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کے علاوہ ہر حال میں ہم کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

(۲)عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يذكر الله على كل أحيانه.

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام احوال میں اللہ تعالی کا ذکر کیا کرتے تھے۔

ج امام طحاویؒ کی طرف سے فریق اول وثانی کے مستدلات کا جواب:

امام طحاویؒ نے فریق اول اور فریق ثانی کے مستدلات کا یہ جواب دیا ہے کہ فریق اول اور فریق ثانی کے جتنے مستدلات ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدون طہارت ذکر جائز نہیں ہے اور فریق ثالث کے جتنے مستدلات ہیں (حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی روایت) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدون طہارت ذکر اللہ جائز ہے، تو روایات میں تعارض پیدا ہو گیا، لہذا ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ فریق اول اور فریق ثانی کی مستدل روایات منسوخ ہیں، اور نسخ کی دلیل حضرت علقمہ بن

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa


الفغواء کی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پیشاب وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد کسی سے سلام وکلام نہیں فرماتے تھے، لیکن جب اللہ تعالی نے آیت کریمہ ,, یا أیها الذین آمنوا إذا قمتم إلى الصلاة،، نازل فرمائی تو آپؐ نے اس معمول کو ترک کردیا۔

یعنی حضرت علقمہ نے اس حدیث میں اس بات کی خبر دی ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک محدث کا حکم یہ تھا کہ وہ نہ کلام کرے اور نہ سلام کا جواب دے، مگر اللہ تعالی نے اس آیت کے ذریعہ اس حکم کو منسوخ فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ طہارت صرف اس شخص پر واجب ہے، جو نماز کا ارادہ رکھتا ہے، لہذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ فریق اول اور فریق ثانی کی مستدل تمام روایات جن میں بدون طہارت ذکر اللہ کے عدم جواز کا ذکر ہے منسوخ ہیں اور فریق ثالث کے مستدلات جن میں بدون طہارت ذکر اللہ کے جواز کا ذکر ہے وہ ناسخ ہیں، لہذا اسی پر عمل کرنا واجب ہوگا۔

وقد تم بعون الله تعالى ومنه وكرمه

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم، وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم ۔ آمين يارب العالمين

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551

My Telegram Channel : New Madarsa

# عربی درسی کتابوں کے چند عربی، اردو نوٹ

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| فیض القاری<br>اردو نوٹ<br>صحیح البخاری | الحل الرضی<br>اردو نوٹ<br>جامع الترمذی | الحل المفہم<br>اردو نوٹ<br>الصحیح لمسلم | امداد الطحاوی<br>اردو نوٹ<br>طحاوی | الحل المنضود<br>اردو نوٹ<br>سنن ابی داود |
| مصباح الساری<br>اردو نوٹ<br>صحیح البخاری | لمعات النکات<br>اردو نوٹ<br>مشکوٰۃ المصابیح | تنظیم الدرایۃ<br>اردو نوٹ<br>الہدایۃ سوم | عمدۃ البدایۃ<br>اردو نوٹ<br>الہدایۃ آخرین | مبادی الکلام<br>عربی نوٹ<br>شرح العقائد |
| الفرائد<br>اردو نوٹ<br>شرح العقائد | الکفایۃ<br>عربی نوٹ<br>الہدایۃ چہارم | تحفۃ التراجی<br>اردو نوٹ<br>السراجی فی المیراث | الحل للمیراث<br>اردو نوٹ<br>السراجی فی المیراث | سراجی کا آسان حل<br>اردو |
| التقریر الکافی<br>اردو نوٹ<br>تفسیر البیضاوی | عمدۃ الفکر<br>اردو نوٹ<br>نخبۃ الفکر | اشرف الکمالین<br>اردو نوٹ<br>تفسیر الجلالین | معین المتنبی<br>اردو نوٹ<br>دیوان المتنبی | معین المیبذی<br>اردو نوٹ<br>المیبذی |
| مصباح السعایۃ<br>اردو نوٹ<br>الہدایۃ دوم | عمدۃ البدایۃ<br>اردو نوٹ<br>الہدایۃ دوم | عمدۃ البدایۃ<br>اردو نوٹ<br>الہدایۃ اول | تحسین المعانی<br>اردو نوٹ<br>مختصر المعانی | العیون الجاریۃ<br>اردو نوٹ<br>المقامات الحریریۃ |
| تحسین الوقایہ<br>اردو نوٹ<br>شرح الوقایہ اول | تحسین الوقایہ<br>اردو نوٹ<br>شرح الوقایہ دوم | تحسین الحواشی<br>اردو نوٹ<br>اصول الشاشی | شافعۃ<br>اردو نوٹ<br>کافیہ | مہمات النحو<br>اردو نوٹ<br>ہدایۃ النحو |

اشرفی بک ڈپو دیوبند یوپی

**ASHRAFI BOOK DEPOT**

Deoband, Distt. Sahranpur (U.P.) Pin-247554, INDIA
Mobile: 09358001571, Whatsapp: 09810383186
email: ashrafibooks@gmail.com

Website: NewMadarsa.blogspot.com
9045272713 , 9359351551